مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ، أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ، كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ۔

مَیِّت کا

غُسل، کَفَن، نمازِ جِنازہ اور تَدفِین

سُنَّتِ رَسُول اللّٰہ ﷺ کے مُطَابِق

تَألِیف

إنجِینِیر تَوصِیف قَادِر

مَیّت کا غُسل، کَفَن، نمازِ جِنازہ اور تدفِین
سُنَّتِ رَسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُطابِق

تالیف: اِنجینیر تَوصِیف قادِر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ
وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ
فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ
وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾

[آل عمران : 185]

"ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے،
اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔
پھر جو شخص آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے، وہ کامیاب ہو جائے گا،
اور دنیا کی زندگی محض ایک دھوکہ ہے۔"

اِنتساب

میں یہ کتاب اپنے والد محترم "غلام قادر متو" حفظہ اللہ کے نام ڈیڈیکیٹ (Dedicate) کرتا ہوں، جنہوں نے مجھے پڑھایا، لکھایا اور اس قابل بنایا کہ میں اللہ جل جلالہ کا کلام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پڑھ سکوں، ان پر عمل کر سکوں اور لوگوں تک پہنچا سکوں۔۔

اے اللہ! اس کتاب کو میرے والد محترم کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔

فہرستِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمه

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَ عِبَادَهُ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، وَجَعَلَ الْمَوْتَ بَابًا لِلْآخِرَةِ وَدَارًا لِلْقَرَارِ۔ نَحْمَدُهُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، وَنَشْكُرُهُ شُكْرًا يَلِيقُ بِجَلَالِهِ وَعَظِيمِ سُلْطَانِهِ۔ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ وَالسَّدَادَ فِي كُلِّ قَوْلٍ وَعَمَلٍ۔

وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، وَشَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ، وَرَحْمَةٍ لِلْعَالَمِينَ، وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ، وَأَصْحَابِهِ الْكِرَامِ الْمُهْتَدِينَ، الَّذِينَ بَذَلُوا أَنْفُسَهُمْ فِي نُصْرَةِ الدِّينِ، وَنَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَرْفَعَ دَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ وَيُجْزِيَهُمْ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ، وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا۔ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

أَمَّا بَعْدُ:

موت ایک اٹل حقیقت ہے، جو ہمیں اللہ کی طرف واپسی کی یاد دلاتی ہے اور دنیا کے عارضی ٹھکانے سے ابدی آخرت کی طرف سفر کا آغاز ہے۔ بحیثیت مسلمان، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے فوت شدہ عزیزوں کے آخری حقوق کو قرآن و سنت کی روشنی میں ادا کریں۔ ان حقوق میں میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، جنازہ کی نماز ادا کرنا اور عزت کے ساتھ دفنانا شامل ہے۔

یہ کتاب ''میت کا غسل، کفن، نماز جنازہ اور تدفین'' ہر مسلمان کی رہنمائی کے لیے ترتیب دی گئی ہے تاکہ وہ ان مقدس فرائض کو علم واحترام کے ساتھ ادا کر سکیں۔ ان حقوق کی ادائیگی کے ذریعے ہم ایک اجتماعی فریضہ (فرض کفایہ) پورا کرتے ہیں، اللہ کی رضا کے طلبگار بنتے ہیں اور میت کے اہل خانہ کو تسلی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رہنما کتاب کو زندوں کے لیے فائدہ مند اور فوت شدہ روحوں کے لیے رحمت کا ذریعہ بنائے۔

یہ کتاب لکھنے کا میرا مقصد صرف یہ ہے کہ عام مسلمانوں تک میت کے غسل، کفن، جنازہ اور تدفین کے بارے میں وہ تمام ضروری معلومات پہنچائی جائیں جو ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں ہمیں بتائی ہے، تاکہ ہر مسلمان ان معاملات میں ضروری علم رکھے۔ اور جب ضرورت ہو تو خود ان پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی سکھائیں۔ کیونکہ میں نے یہ پایا ہے کہ اس مسئلے میں اکثر مسلمان لاعلم ہیں، یعنی ان کو ان معاملات کی صحیح معلومات نہیں ہیں۔ اس لاعلمیت کی وجہ سے غلط رسمیں اور عقائد، جیسے بدعات (جو دین میں نئ اور غیر صحیح باتیں شامل کرنا) اور خرافات (غلط یا بے بنیاد عقائد)، لوگوں میں پھیل گئی ہیں اور انہوں نے ان باتوں کو اپنا لیا ہے۔

یہ کتاب ان مصروف افراد کے لیے لکھی گئی ہے جنہیں صرف یہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے کہ درست مسئلہ کیا ہے اور سنت کے مطابق عمل کا طریقہ کیا ہے۔ انہیں دلائل اور تفصیلی بحث پڑھنے کا وقت نہیں ملتا۔ تاہم قارئین کے اطمینان کے لیے، میں نے ہر مسئلے کے آخر میں جہاں جہاں مجھے لگا کہ دلیل کی ضرورت ہے، میں نے دلیل پیش کی ہے اور مختصر حوالہ بھی دیا ہے۔ کئی مقامات پر میں نے حدیث میں صرف وہ حصہ بیان نہیں کیا جو ضرورت کے تحت تھا، بلکہ پوری حدیث کو نقل کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی اسے پڑھے تو

اسے پوری حدیث پڑھنے کا موقع ملے اور وہ اس کا پس منظر بھی سمجھ سکے کہ حدیث کس سیاق وسباق میں آئی ہے۔

میں نے حوالوں میں اختصار سے کام لیا ہے، جہاں ایک سے زائد حدیث کی کتابوں میں دلیل موجود تھی، وہاں میں نے صرف ایک یا دو کتابوں کا ذکر حدیث کی نمبرنگ کے ساتھ کیا ہے، جن کی عبارت مکمل اور جامع تھی۔ تحقیقِ حکمِ حدیث میں، میں نے شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی طرف سے لگائے گئے حکم پر اکتفاء کیا ہے۔

تفصیلی مطالعہ کے خواہش منداہل علم حضرات شیخ البانی کی کتاب "**أحكامُ الجنَائِزِ وبِدَعُهَا**" کی طرف رجوع فرمائیں، جو اس موضوع پر بہترین کتاب ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے فوت شدہ مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، چاہے وہ غسل دینے، کفن پہنانے، جنازہ پڑھنے یا دفنانے کے مراحل ہوں۔ ہمیں ان تمام اعمال کو سنت نبویؐ کے مطابق انجام دینے کی سمجھ اور استطاعت عطا فرما تا کہ ہم تیرے قرب کے طلبگار بن سکیں۔

اردو داں طبقے کے سامنے ایک مختصر کتاب پیش کرتے ہوئے، بارگاہِ رب العزت میں سجدہ شکر بجالاتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے، کتاب کو شرفِ قبولیت بخشے اور اسے اس ناچیز، میرے والدین، دادا، دادی اور تمام اہل خانہ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

انجینئر توصیف قادر

سوپور، بارہمولہ، کشمیر

10/رجب المرجب/1446 ہجری

میت کو غسل دینے کا تفصیلی طریقہ
مرد اور عورت دونوں کے لیے

غسل دینے کا مقصد میت کو پاک صاف کرنا ہے تاکہ اسے نمازِ جنازہ اور تدفین کے لیے تیار کیا جاسکے۔ یہ سنت طریقے کے مطابق کیا جاتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے کیا۔

غسل کے لیے ضروری تیاری:

1. میت کو ایسی جگہ غسل دیا جائے جہاں پردہ مکمل ہو اور صاف ہو۔
2. میت کے ستر کو مکمل ڈھانپنے کے لیے ایک موٹا کپڑا (یا چادر) استعمال کریں۔
3. غسل دینے والوں کی تعداد کم ہو اور وہ قریبی افراد ہوں۔ کم از کم دو یا تین افراد ہوں، تاکہ میت کو آسانی سے سنبھالا جاسکے۔
4. مرد کو مرد، اور عورت کو عورت غسل دے۔ عورت کو شوہر بھی غسل دے سکتا ہے، اور مرد کو اس کی بیوی بھی غسل دے سکتی ہے۔
5. غسل کے لیے گرم پانی، بیری کے پتے، صابن یا کوئی دوسرا پاک کرنے والا مواد، اور خوشبو (جیسے کافور) تیار رکھیں۔
6. میت کا احترام کرتے ہوئے اسے پھیرنے، اس کے اعضاء کو ملنے، اس کے پیٹ کو دبانے، اس کے جوڑوں کو نرم کرنے اور اس کے تمام امور میں نرمی کرنا مستحب ہے اور کسی سختی یا بدسلوکی سے گریز کریں۔
7. میت کی مونچھوں کے بال اگر طویل ہو تو ان کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح بغلوں کے بال بھی کاٹے جاسکتے ہیں۔ لیکن زیرناف شرمگاہ کے ارد گرد کے

بال وفات کے بعد کاٹنا جائز نہیں کیونکہ کسی دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھنا چھونا جائز نہیں خواہ مرد ہو یا عورت۔

➢ مرد کے لیے غسل دینے کا طریقہ

ابتداء:

میت کو ایسی جگہ رکھیں جہاں پانی آسانی سے بہہ سکے۔

میت کے کپڑے اتار دیں، لیکن اس کے ستر (ناف سے گھٹنوں تک) کو کسی موٹے کپڑے یا چادر سے مکمل طور پر ڈھانپ دیں۔

حضرت عبد الرحمٰن اپنے والد حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ (جن کا کا اصل نام سعد بن مالک بن سنان تھا) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ۔ (صحيح مسلم: 338)

ترجمہ: **کوئی مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے۔** اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے۔

✍ اس حدیث میں واضح طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی شخص کے لیے دوسرے شخص

کا ستر دیکھنا جائز نہیں ہے۔

وضو کروانا:

پہلے میت کو بغیر دیکھے ڈھکے ہوئے کپڑے کے نیچے سے استنجا کرے، اور پیٹ کو دھیرے دھیرے سہلائے تاکہ اگر کوئی فضلات نکلی ہو یا نکلے وہ صاف ہو جائے۔ معیت کے اگلے اور پچھلے شرم گاہ پر پانی ڈال کر صاف کریں۔ اس دوران ہاتھوں پر دستانے یا صاف کپڑا پہننا ضروری ہے تاکہ ناپاکی سے بچا جا سکے اور میت اچھی طرح صاف ہو جائے۔

اس کے بعد میت کو وضو کرائیں جیسا کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے:

دونوں ہتھیلیاں کلائی تک تین بار دھوئیں۔

پھر منہ اور ناک کو نرمی سے صاف کریں (منہ یا ناک میں پانی ڈالنے سے گریز کریں، صرف نم کپڑے سے صاف کریں)۔

پھر تین بار چہرہ دھوئیں۔

پھر تین بار دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئیں۔

پھر سر اور کان کا مسح کریں۔

پھر تین بار دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھوئے۔

پورے جسم کو دھونا:

وضو کرا کر معیت کے پہلے سر اور داڑھی کو دھونے کے لیے خوشبودار صابن یا بیری کے پتے استعمال کریں۔

پھر میت کو بائیں جانب کروٹ دلوا کر دائیں جانب پانی ڈالیں اور صابن یا بیری کے پتوں سے دھوئیں۔

پھر میت کو دائیں جانب کروٹ دلوا کر بائیں جانب پانی ڈالیں۔
آخر میں پورے جسم پر کافور والے پانی ڈال کر صاف کر لیں۔

خوشبو لگانا:

غسل کے بعد میت کے سجدے والے اعضاء (پیشانی، ناک، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پاؤں) پر خوشبو (عطر) لگائیں۔

➢ عورت کے لیے غسل دینے کا طریقہ

عورتوں کے غسل دینے کا طریقہ وہی ہے جو مردوں کا ہے، بس چند باتوں کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔
غسل کے لیے پردے والی جگہ مخصوص کی جائے، جہاں کوئی غیر ضروری افراد موجود نہ ہوں۔
غسل دینے والی خواتین (یا شوہر) کے علاوہ کوئی اور قریب نہ ہو۔
غسل کے دوران عورت کو عورت ہی غسل دے، سوائے شوہر کے، جو اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے، جیسا کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا تھا۔
اگر شوہر اپنی بیوی کو غسل دے رہا ہو تو اس کے لیے بیوی کے ستر کو دیکھنا اور غسل دینا جائز ہے۔
عورت کے جسم کے پوشیدہ حصے (ناف سے گھٹنے تک اور سینہ) کو خاص اہتمام سے کسی موٹی چادر یا کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔
عورت کے غسل میں یہ بات بہت اہم ہے کہ اس کا ستر سینے سے لے کر گھٹنے تک ہوتا ہے۔

اس دوران، عورت کے جسم کے اس حصے کو بے حجاب نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی کسی غیر محرم کو دیکھنے دینا چاہیے۔ غسل کے دوران، عورت کا ستر ہمیشہ ڈھکا رہنا چاہیے تاکہ اس کی پردہ داری اور شرعی لحاظ سے حیا کا خیال رکھا جا سکے۔ اس کے علاوہ، دورانِ غسل، عورت کو ایسے طریقے سے غسل دینا چاہیے کہ اس کے ستر کا حصّہ محفوظ رہے اور اس کی پردہ داری برقرار رہے۔

عورت کے بال کھول کر اچھی طرح دھونے چاہیے اور انہیں غسل کے بعد تین چوٹیاں بنا کر پیچھے ڈال دیں۔

خوشبو یا کافور کا استعمال کریں۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے غسل کے وقت حکم دیا تھا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ۔ (صحیح مسلم:939)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جب ہم آپ ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس کو تین، پانچ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زائد مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار میں کافور یا کافور میں سے کچھ ڈال دینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے

اطلاع کر دینا۔

جب ہم فارغ ہو گئے تو ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اطلاع دی۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا: اسے اس کے بدن کے ساتھ لپیٹ دو۔

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی بیٹی کے غسل کے بارے میں ان سے فرمایا: ان کی دائیں جانب سے اور ان کے وضو کے اعضاء سے آغاز کرو۔

قَالَتْ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا قَالَ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اس کو طاق تعداد[1] میں تین، پانچ یا سات مرتبہ غسل دو۔ اور ام عطیہ[2] رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم نے ان کے سر (کے بالوں) کی کنگھی کر کے تین مینڈھیاں (لٹیں) بنا دیں۔

---

(1) غسل تین بار دیا جائے یا اس سے زیادہ اگر نہلانے والے ضرورت محسوس کریں۔ غسل کی تعداد طاق ہونی چاہیے۔ پہلی مرتبہ خالی پانی سے دوسری مرتبہ صابن لگا کر اور اخری مرتبہ پانی میں خوشبو ملا کر جیسے کافور وغیرہ۔

(2) ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر صحابیہ تھی جن کا پورا نام نسیبہ بنت حارث انصاریہ تھا۔ Cont>>>

غسل کے بعد میت کے سجدے والے اعضاء (پیشانی، ناک، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پاؤں) پر خوشبو (عطر) لگائیں۔

➢ **غسل کے بعد کے اہم امور**

1. میت کے جسم کو تولیے سے خشک کریں۔
2. مرد اور عورتوں دونوں کے بالوں میں غسل کے بعد کنگھی بھی کی جاسکتی ہے۔
3. خوشبو (عطر) کا استعمال کریں۔
4. کفن پہنانے کی تیاری کریں۔

❖ میت کی ستر پوشی کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز نہلاتے وقت نظر آجائے تو اسے دوسروں سے بیان نہ کرے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ

Cont>>> وہ انصاری قبیلے سے تعلق رکھتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی قریبی صحابیات میں شمار ہوتی تھی۔ آپ کئی احادیث کی راویہ ہیں اور خاص طور پر خواتین کے لیے فقہی مسائل اور امورِ جنازہ میں ان سے بہت سی روایات منقول ہیں۔ وہ ابتدائی دور میں اسلام قبول کرنے والی خواتین میں شامل تھی۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کئی غزوات میں شرکت کی، وہ میدانِ جنگ میں زخمیوں کی دیکھ بھال، پانی پلانے اور دیگر امدادی کام انجام دیتی تھی۔ ان کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

فِي حَاجَتِهِ ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

[صحیح بخاری:2442،صحیح مسلم:2580]

ترجمہ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے (نہ اسے ظالموں کے سپرد کرتا ہے)۔جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا، **اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔**

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ القيامة۔ (صحیح بخاری:2442)

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

حضرت ابو امامہ رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا ، فَسَتَرَهُ سَتَرَهُ اللَّهُ مِنَ الذُّنُوبِ ، وَمَنْ كَفَّنَ مُسْلِماً كَسَاهُ اللَّهُ مِنَ السُّنْدُسِ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: 8003، اور شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے سلسلۃ الصحیح: 2353 میں ذکر کیا ہے)

ترجمہ: جس شخص نے میت کو غسل دیا اور (کوئی قابل اعتراض چیز دیکھ کر) اس کی پردہ پوشی

کی تو، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔ اور جس شخص نے کسی مسلمان کو کفن دیا اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) سندس (سبز ریشم) پہنائے گا۔

- ❖ اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر تو غسل دینے والا میت سے قابل ستائش اشیاء دیکھے مثلا اس کے چہرے کا روشن ہونا یا اس سے عمدہ خوشبو آنا وغیرہ تو بہتر یہ ہے کہ لوگوں کو اس کے متعلق بتائے۔ لیکن اگر قابل نفرت اشیاء دیکھے مثلا اس سے بدبو آنا یا چہرے اور بدن کا سیاہ ہونا یا اس کی صورت تبدیل ہو جانا تو اس پر حرام ہے کہ دوسروں کو کچھ بھی اس کے متعلق بتائے۔

- ❖ جو شخص میت کو نہلائے اس کے لیے مستحب ہے کہ خود بھی غسل کرے، لیکن غسل کرنا واجب نہیں ہے۔ غسل دینے والوں کو اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ دھو لے۔

➢ سڑی گلی، کٹی پھٹی یا جلی ہوئی میت کو غسل دینے کا طریقہ

بعض اوقات میت کی حالت مختلف وجوہات کی بنا پر خراب ہو جاتی ہے، جیسے:

1. حادثے کی صورت میں جسم کے اعضا کٹ پھٹ جاتے ہیں، اور انہیں جمع کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔
2. سرکاری کارروائی یا تاخیر کے باعث میت میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔

3. میت کسی انجان جگہ پر کئی دنوں بعد ملنے پر بھی خراب ہو سکتی ہے۔

ایسے حالات میں میت کو غسل دینے کے لیے خاص احتیاط اور نرمی سے کام لینا ضروری ہوتا ہے تاکہ میت کو مزید نقصان نہ پہنچے۔ شریعت میں ایسے حالات کے لیے درج ذیل تین طریقے بیان کیے گئے ہیں:

پہلی صورت: اگر میت کٹ پھٹ گئی ہو، تو تمام اعضا کو جمع کیا جائے گا اور شریعت کے مطابق غسل دیا جائے گا۔

دوسری صورت: اگر میت سڑ گل گئی ہو اور پورے جسم کو غسل دینا ممکن نہ ہو، تو جتنا ممکن ہو سکے اسے غسل دیا جائے گا، اور باقی اعضا کے لیے تیمم کیا جائے گا۔

تیسری صورت: اگر غسل دینے سے اعضا کے بکھرنے کا اندیشہ ہو یا پانی دستیاب نہ ہو، تو غسل نہیں دیا جائے گا، بلکہ تیمم کیا جائے گا۔ میت کے لیے تیمم بالکل اسی طرح جائز ہے جیسے زندہ شخص کے لیے، جب پانی کا استعمال مضر ہو۔ تیمم کروانا واجب ہو گا۔

تیمم کا طریقہ:

1. تیمم کی نیت کرتے ہوئے دونوں ہاتھ ایک بار پاک زمین یا مٹی پر ماریں اور انہیں جھاڑ لیں۔
2. پہلے میت کے چہرے پر ہاتھ پھیریں۔[1]

---

(1) اگر کوئی پہلے ہاتھوں پر مسح کرے اور اس کے بعد چہرے پر، تو یہ بھی صحیح ہے۔ یہ دونوں طریقے ثابت ہیں۔

3. پھر بائیں ہاتھ سے میت کے دائیں ہاتھ کی پشت پر مسح کریں، اور دائیں ہاتھ سے میت کے بائیں ہاتھ کی پشت پر مسح کریں۔

دیگر احتیاطی تدابیر:

1. میت کو غسل دیتے وقت اسے چادر یا کپڑے سے ڈھانپ کر رکھیں تاکہ بے حرمتی نہ ہو۔
2. دورانِ غسل میت کے ستر کو مکمل طور پر ڈھانپے رکھنا ضروری ہے۔
3. اگر جسم پر کوئی نجاست ہو، تو اسے نرم کپڑے یا پانی سے آہستہ اور نرمی کے ساتھ صاف کریں۔
4. پانی کا استعمال احتیاط سے کریں تاکہ جسم کے حصے مزید خراب یا ٹوٹنے سے محفوظ رہیں۔
5. اگر جسم کے کچھ حصوں کے گرنے یا الگ ہونے کا خدشہ ہو، تو انہیں حرکت دینے سے گریز کریں۔
6. غسل کے بعد میت کو کفن دیا جائے اور شریعت کے مطابق نمازِ جنازہ ادا کر کے دفن کیا جائے۔

➢ **اب ایک مشہور اشکال ہے کہ کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں؟**

عوام الناس میں منتشر ہے کہ شوہر کی وفات سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اس لئے میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو جاتے ہیں لہذا بیوی شوہر کو چھو نہیں سکتی، دیکھ نہیں سکتی، غسل نہیں دے سکتی۔ یہ ساری باتیں غلط ہیں۔ شوہر سے نکاح ٹوٹ جانے کی کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی زوجین ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں۔ وفات کے بعد بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے، چھو بھی سکتی ہے، بوسہ بھی لے سختی ہے اور نہلا بھی سکتی ہے اور شوہر کے ترکہ میں وارث بھی ہو گی۔

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں:

شوہر اپنی بیوی کو وفات کے بعد غسل دے سکتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيعِ ، فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي ، وَأَنَا أَقُولُ : وَا رَأْسَاهُ ، فَقَالَ : بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ ثُمَّ قَالَ : مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِي ، فَقُمْتُ عَلَيْكِ ، فَغَسَّلْتُكِ ، وَكَفَّنْتُكِ ، وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ ، وَدَفَنْتُكِ۔ (سنن ابن ماجه:1465، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ بقیع سے آئے تو دیکھا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے اور میں کہہ رہی ہوں: ہائے میرا سر! نبی ﷺ نے فرمایا: بلکہ عائشہ! میں (کہتا ہوں): ہائے میرا سر!" پھر فرمایا: تمہارا کیا نقصان ہے اگر تمہاری وفات مجھ سے پہلے ہو گئی؟ (اس صورت میں) میں خود

تمہارے لیے (کفن دفن کا) اہتمام کروں گا، **تمہیں خود غسل دوں گا، خود کفن پہناؤں گا،** خود تمہارا جنازہ پڑھوں گا اور خود دفن کروں گا۔

- اسی طرح بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جیسا کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تھا۔

اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غسل دیں گے۔

میت کو کفن پہنانے کا مسنون طریقہ

میت کو غسل کے بعد اسے کفن پہنانا واجب ہے۔ کفن میت کے جسم کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ سادگی، پاکیزگی، اور احترام کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

➢ مرد کے کفن کا طریقہ

غسل کے بعد میت کے جسم کو تولیے سے نرم انداز میں خشک کریں۔

مرد کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ہر کپڑا اتنا لمبا چوڑا ہو کہ میت کو آسانی سے لپیٹا جا سکے اور سارا بدن اس سے ڈھک جائے۔

پہلے کپڑے کو بچھائیں، اس کے اوپر دوسرا اور پھر تیسرا کپڑا رکھیں۔

تینوں کپڑوں کو حنوط (خوشبو / عطر) سے معطر کر دے۔

- ❖ حالت احرام (عمرہ یا حج) میں وفات پانے والے اس حکم (عطر لگانا) سے مستثنیٰ ہے۔ اور انہیں غسل دے کر احرام کے لباس میں ہی کفن دیا جائے گا اور سر بھی ڈھکا نہیں جائے گا۔

پھر میت کو ان کپڑوں کے درمیان لٹائیں۔

پہلے دائیں طرف، پھر بائیں طرف کپڑا لپیٹیں۔

اس طرح کہ بائیں جانب کا حصہ اٹھا کر میت کو دائیں پہلو پر کرے اور دائیں جانب کا حصہ اٹھا کر میت کو بائیں پہلو پر کرے۔

آخر میں کفن کے کناروں کو پاؤں کے قریب، سر کے اوپر، اور کمر کے گرد دھاگے یا کپڑے کے پٹکے سے باندھ دیں تاکہ کفن مضبوطی سے بندھ جائے اور کھلے نہ۔

قبر میں دفن کے وقت ان گانٹھوں کو کھول دیا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔ (صحيح بخاری: 1264)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو **تین سفید** یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا جو نرم سادہ سوت سے بنے ہوئے تھے، اور ان میں نہ قمیص (یعنی شرٹ) تھی نہ عمامہ (یعنی سر پر باندھنے والا کپڑا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الإِثْمِدُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ۔ (سنن ابو داود:3878)

ترجمہ: اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہے، **اور اپنے مُردوں کو اس میں کفن دیا کرو۔** اور بے شک تمہاری سرماؤں میں سب سے بہترین سرمہ اِثمِد[1] ہے، جو نظر کو تیز کرتا ہے اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔

---

(1) اِثمِد ایک خاص قسم کا سرمہ ہے جو عرب معاشرے میں مشہور تھا اور احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ یہ عام طور پر ایک قدرتی معدنی پتھر (Antimony) سے حاصل کیا جاتا ہے اور آنکھوں کی صحت کے لیے فائدہ مند سمجھا جاتا ہے۔

➢ عورت کے کفن کا طریقہ

صحیح سنت کے مطابق مرد اور عورت دونوں کے لیے تین کپڑے ہی کفایت کرتے ہیں۔
عورت کے کفن میں پانچ کپڑوں کے ذکر کے حوالے سے کوئی صحیح حدیث نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ یہ مسئلہ زیادہ تر فقہی اجتہادات اور بعض ضعیف روایات کی بنیاد پر سامنے آیا ہے، جنہیں بعض علماء نے مستحب یا بہتر عمل قرار دیا کیونکہ اسے عورت کے پردے اور ستر کا زیادہ محفوظ سمجھا گیا، لیکن انہیں فرض یا لازم نہیں کہا گیا۔
اتباعِ سنت کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے۔

➢ اہم ہدایات

1. کفن میں زیور یا غیر ضروری اشیاء نہ رکھیں۔
2. میت کے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپنا ضروری ہے۔
3. عورت کے لیے کفن پہنانے میں زیادہ احتیاط کریں تاکہ اس کا ستر محفوظ رہے۔
4. بہت زیادہ قیمتی کفن استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ عمدہ کفن پہنانا بہتر ہے لیکن بہت زیادہ قیمتی نہیں ہونا چاہیے۔
5. غسل اور کفن کے دوران میت کی عزت و احترام کا مکمل خیال رکھیں۔
6. غسل دینے والے افراد سنت کے مطابق عمل کریں اور کسی بھی بدعت سے اجتناب کریں۔
7. کفن میں سادگی اختیار کریں۔

❖ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینے کا طریقہ:

فقہی رائے میں پانچ کپڑوں کو یوں بیان کیا گیا:

1. **ازار:** جو کمر سے لے کر پاؤں تک عورت کے جسم کو ڈھانپے۔
2. **قمیض:** جو کندھوں / گردن سے لے کر عورت کے گھٹنوں تک کے حصے کو ڈھانپے۔
3. **دو بڑی چادریں:** جو میت کے پورے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ سکیں اور سر اور پاؤں کی جانب اضافی لمبی ہوں۔
4. **حجاب (Hijab):** جو سر، بالوں اور گردن کے گرد اچھی طرح لپٹا جائے۔

کفن باندھنے کا طریقہ:

سب سے پہلے دونوں بڑی چادریں بچھائیں۔

ان کے اوپر وہ کپڑا رکھیں جو ازار کے لیے لپیٹا جائے گا۔

پھر وہ کپڑا رکھیں جو قمیض کے لیے استعمال ہو گا۔

میت کو ان تمام کپڑوں کے درمیان رکھیں۔

سب سے پہلے میت کو قمیض پہنائیں، پھر ازار لپیٹیں۔

اس کے بعد حجاب باندھیں جو سر، بالوں اور گردن کو اچھی طرح ڈھانپ دے۔

اس کے بعد دونوں بڑی چادریں ایک ایک کر کے نرمی اور ترتیب سے لپیٹیں۔

کفن لپیٹنے کا آغاز میت کے دائیں جانب سے کریں۔ پہلے دائیں کونے کو میت کے بائیں جانب لپیٹیں، پھر بائیں کونے کو میت کے دائیں جانب لے جا کر لپیٹیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ میت کا اوپر کا حصہ اور پاؤں مکمل طور پر ڈھک جائیں۔

تمام کفن کے کپڑوں پر عمدہ خوشبو (عطر) لگائیں۔

آخر میں، جو کفن پاؤں کے سائیڈ پر اضافی رکھا ہے، اسے میت کے ٹانگوں کی طرف کر کے اوپر سے پٹیاں لگا کر باندھ دیں۔ بدن کے درمیان میں بھی پٹیاں لگا کر کفن کو مضبوطی سے باندھیں، اور سر کے اوپر جو اضافی کفن ہے، اسے بھی پٹی سے باندھ دیں۔

قمیض تیار کرنے کا طریقہ:

قمیض کے لیے استعمال کیے جانے والے کپڑے میں میت کو آرام سے پہنانے کے لیے گلے کی جگہ قینچی سے دو چھوٹے کٹ لگائیں: ایک عمودی (Vertical) اور ایک افقی (Horizontal)۔ یہ کٹ قمیض کو پہننے میں آسانی پیدا کریں گے۔

❖ مرد کے تین کفن باندھنے کی ترتیب (جس میں ایک ازار ہو):

1. **ازار:** جو کمر سے لے کر ٹخنے تک مرد کے جسم کو ڈھانپے۔
2. **دو چادریں:** جو میت کے پورے جسم کو ڈھانپ سکیں اور سر اور پاؤں کی جانب اضافی لمبی ہوں۔

کفن باندھنے کا طریقہ:

سب سے پہلے دونوں بڑی چادریں بچھائیں۔

ان کے اوپر وہ کپڑا رکھیں جو ازار کے لیے لپیٹا جائے گا۔

میت کو ان تمام کپڑوں کے درمیان رکھیں۔

سب سے پہلے ازار لپیٹیں، جو کمر سے ٹخنوں تک کے حصے کو اچھی طرح ڈھانپ لے۔

اس کے بعد دونوں بڑی چادریں ایک ایک کر کے نرمی اور ترتیب سے لپیٹیں۔ کفن لپیٹنے کا آغاز میت کے دائیں جانب سے کریں۔ پہلے دائیں کونے کو میت کے بائیں جانب لپیٹیں، پھر بائیں کونے کو میت کے دائیں جانب لے جا کر لپیٹیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ میت کا اوپر کا حصہ اور پاؤں مکمل طور پر ڈھک جائیں۔

تمام کفن کے کپڑوں پر خوشبو (عطر) لگائیں تا کہ کفن خوشبودار ہو۔

آخر میں، جو کفن پاؤں کے سائیڈ پر اضافی رکھا ہے، اسے میت کے ٹانگوں کی طرف کر کے اوپر سے پٹیاں لگا کر باندھ دیں۔ بدن کے درمیان میں بھی پٹیاں لگا کر کفن کو مضبوطی سے باندھیں، اور سر کے اوپر جو اضافی کفن ہے، اسے بھی پٹی سے باندھ دیں۔

✍ میرے خیال کے مطابق، مرد اور عورت دونوں کے کفن کے لیے 7×1.5 میٹر کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ مقدار کفن کے تین یا پانچ حصوں کو پورے طریقے سے ترتیب دینے کے لیے کافی ہے اور سادگی کے اسلامی اصولوں کے مطابق بھی ہے۔

☜ غسل اور کفن دینے کا طریقہ عملی طور پر کس طرح کیا جاتا ہے، آپ یہ یہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔

☟ پی ڈی ایف صارف یہاں کلک کریں۔

https://youtu.be/1b_MAjcbqms?si=lyP4LXecmgL-SEQF

https://youtu.be/UjB36V3NHIc?feature=shared

☟ کتاب پڑھنے والے یہاں وزٹ کریں۔

YouTube ID: Er. Tawseef Qadir

https://youtube.com/@er.tawseefqadir

نمازِ جنازہ اور دعائیں

نمازِ جنازہ ایک "فرض کفایہ" ہے، یعنی اگر جماعت کے کچھ افراد اس نماز کو ادا کر لیتے ہیں تو باقی لوگوں پر اس کا فرض ساقط ہو جاتا ہے، لیکن اگر کوئی بھی اس نماز کو ادا نہ کرے تو پورے مسلم معاشرے پر گناہ آتا ہے۔ یہ ایک اہم اجتماعی عبادت ہے جس کا مقصد میت کے لیے دعائیں مغفرت کرنا اور اس کی تدفین میں شریک ہونا ہے۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ:

نمازِ جنازہ کے ارکان:

1. **نیت:**

نمازِ جنازہ کی نیت دل میں کی جائے، زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں۔ نیت یہ ہو کہ:

"میں یہ نمازِ جنازہ اللہ کے لیے، میت کے لیے دعا کی نیت سے، مقتدی / امام کے طور پر پڑھ رہا ہوں۔"

2. **چار تکبیریں:**

نمازِ جنازہ چار تکبیروں پر مشتمل ہوتی ہے:

پہلی تکبیر:

تکبیر (اللہُ اکبر) کہہ کر ہاتھ اٹھائیں (رفع الیدین کریں) اور پھر ہاتھ باندھ لیں، جیسے عام نماز میں کرتے ہیں۔

پھر ثنا پڑھیں:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

پھر أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

پھر **سورہ فاتحہ** اور اس کے بعد کوئی مختصر سورت (مثلاً سورہ اخلاص) پڑھیں۔

❖ نماز جنازہ ہو یا کوئی اور نماز، سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اسکے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (صحیح بُخاری: 756، صحیح مُسلم: 394)

ترجمہ: جس شخص نے نماز میں فاتحہ الکتاب (سورۃ الفاتحہ) نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں ہوئی۔ (1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ۔ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} [الفاتحة: 2]، قَالَ اللهُ تَعَالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [الفاتحة: 3]، قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ} [الفاتحة: 4]، قَالَ: مَجَّدَنِي عَبْدِي

---

(1) یاد رہے کہ یہ حکم عمومی طور پر تمام نمازوں کے لیے ہے، اور جنازہ بھی ایک نماز ہے۔

وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا قَالَ: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} [الفاتحة: 5] قَالَ: هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ: {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 76] قَالَ: هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ۔
(صحيح مسلم:395)

ترجمہ: **جس شخص نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورۃ فاتحہ) کی قراءت نہ کی تو وہ ناقص ہے۔ تین مرتبہ فرمایا، یعنی پوری ہی نہیں۔**

تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: "ہم امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں؟

تو انہوں نے فرمایا: اس کو اپنے دل میں پڑھ لو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگے گا۔“

جب بندہ ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سب تعریف اللہ ہی کے لیے جو جہانوں کا رب ہے، کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔

اور جب وہ کہتا ہے: ﴿الرحمن الرحيم﴾ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہمیشہ مہربانی کرنے والا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔

پھر جب وہ کہتا ہے: ﴿ مالك يوم الدين﴾ جزا کے دن کا مالک، تو (اللہ) فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور ایک دفعہ فرمایا: میرے بندے نے (اپنے معاملات) میرے سپرد کر دیے۔

پھر جب وہ کہتا ہے: ﴿إياك نعبد وإياك نستعين﴾ ہم تیری ہی بندگی کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، تو (اللہ) فرماتا ہے: یہ (حصہ) میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے نے جو مانگا، اس کا ہے اور جب وہ کہتا ہے: ﴿إهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين﴾ ہمیں راہ راست دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ غضب کیے گئے لوگوں کی ہو اور نہ گمراہوں کی، تو (اللہ) فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کا ہے جو اس نے مانگا۔

✍ اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی، اور یہ نماز میں ایک اہم حصہ ہے۔ اس کے علاوہ، امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کے لیے بھی یہ فرمایا گیا کہ وہ سورۃ الفاتحہ کو دل میں پڑھیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے فرمان کو نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان جو گفتگو ہوتی ہے، اس کا ایک حصہ سورۃ الفاتحہ ہے۔

اس میں ہر آیت کا اللہ کی طرف سے جواب ہے، جو نماز کی روحانی اہمیت کو اور بڑھا دیتا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ قَالَ: لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ۔ (صحيح البخاری: 1335)

ترجمہ: میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی تو انہوں نے

سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا (فاتحہ جہراً اس لیے پڑھی ہے) تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ سنت ہے۔[1]

دوسری تکبیر:

دوبارہ ہاتھ اٹھائیں اللہُ اکبر کہہ کر اور پھر ہاتھ باندھ کر درودِ ابراہیمی پڑھیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

تیسری تکبیر:

ہاتھ اٹھا کر اللہُ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھیں اور میت کے لیے مسنون دعا کریں۔

مثلاً:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا

---

(1) یاد رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کسی کام کو سنت قرار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ۔[1]

(صحیح مسلم:963)

چوتھی تکبیر:

ہاتھ اٹھا کر اللہُ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھیں اور تھوڑی دیر توقف کریں اور پھر دائیں جانب ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہہ کر ایک سلام پھیر دیں یا دونوں طرف پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔ یہ سلام امام اور مقتدی دونوں کے لیے ضروری ہے۔

- ❖ نماز جنازہ میں ایک سلام کا ذکر ملتا ہے اس وجہ سے اصل نماز جنازہ میں ایک سلام ہی ہے تاہم عام نمازوں میں دو سلام کی دلیل سے نماز جنازہ میں بھی دو سلام پھیرا جاسکتا ہے لہذا ایک سلام اور دو سلام دونوں عمل جائز ہیں۔

➢ نماز جنازہ کے اہم نکات

1. نماز جنازہ کے دوران تین صفیں بنانا مستحب (یعنی پسندیدہ اور اچھا عمل) ہے، لیکن یہ فرض یا ضروری نہیں ہے۔
2. نماز جنازہ میں رکوع، سجدہ یا قعود نہیں ہوتا۔

---

(1) یہ دعا کسی بھی مسلمان کے لیے پڑھی جا سکتی ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، صرف ضمیر /Pronouns (لہ for male اور لھا for female) کو درست کر کے۔ یہ دعا مرحوم کے لیے اللہ کی معافی، رحمت، تطہیر اور ابدی سکون کی درخواست کرتی ہے۔

3. نماز جنازہ سرا اور جہرا دونوں طرح ادا کرنا جائز ہے۔
4. یہ دعا کی شکل میں ہوتی ہے، اس لیے خلوص دل سے میت کے لیے مغفرت، رحمت اور جنت کی دعا مانگیں۔
5. امام اور مقتدی سب ایک ہی طریقے سے نماز ادا کریں گے۔
6. جنازہ کی نماز میں تکبیروں کی تعداد چار ہے، اور یہ تمام تکبیریں نماز کے ارکان یا ضروری اجزاء ہیں۔

❖ نماز جنازہ ادا کرتے وقت اگر کسی شخص کی کچھ تکبیریں چھوٹ جائیں تو اسے چاہیے کہ تابوت اٹھانے سے پہلے چھوٹی ہوئی تکبیریں مکمل کرے، پھر سلام پھیرے۔
امام کے ساتھ جتنی نماز اس نے پائی ہے، وہ اس کی نماز کا پہلا حصہ شمار ہو گا۔
اس کے بعد چھوٹی ہوئی تکبیروں میں کم از کم ضروری دعائیں پڑھنا کافی ہے۔
دوسری تکبیر کے بعد وہ یہ دعا پڑھ سکتا ہے:
''اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ''۔ (اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما)
اور تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھ سکتا ہے:
''اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ''۔ (اے اللہ! اس پر رحم فرما)
چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔

➢ خواتین کا جنازہ کی نماز ادا کرنا

خواتین جنازہ کی نماز ادا کر سکتی ہیں اور یہ ان کے لیے مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جنازہ

کی نماز کی عمومی تعلیم دی ہے اور اس میں خواتین کو شامل ہونے سے منع نہیں کیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ ، وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ : وَمَا الْقِيرَاطَانِ ؟ قَالَ : مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ۔

(صحیح بخاری:1325، صحیح مسلم:945)

ترجمہ: جس نے جنازہ میں (اس کے گھر سے) شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔

پوچھا گیا: دو قیراط کیا ہیں؟

فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر (کا ثواب)۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

مِنْ أَجْرٍ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ۔

ترجمہ: ہر قیراط احد (پہاڑ) کے مانند ہے۔

- اگر عورتیں نماز جنازہ میں شامل ہوں تو ان کی صف مردوں کے پیچھے ہوگی۔

خواتین کا جنازے کے جلوس میں شرکت اور قبرستان جانا

خواتین کے لیے جنازے کے جلوس کے ساتھ قبرستان جانا اور تدفین کے عمل میں شریک

ہونا عام طور پر منع ہے۔ اس کی وجہ جذباتی کمزوری اور صبر کا دائرہ ہے۔

حضرت حفصہ (بنت سیرین) [1] رحمہا اللہ تعالی سے روایت ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔ (صحيح مسلم:938)

ترجمہ: ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کیا گیا، لیکن اسے ہمارے لیے قطعی طور پر حرام نہیں کیا گیا۔

❖ نماز جنازہ میں میت کی جسمانی ترتیب اور امام کے کھڑے ہونے کا مقام مرد اور عورت کے لیے مختلف ہوتا ہے۔ یہ سنت ہے کہ امام مرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت انس بن مالک اور حضرت سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہما) کی احادیث میں آیا ہے۔ یہ احادیث درج ذیل کتب میں موجود ہیں: صحیح بخاری (1331)، صحیح مسلم (964)، سنن ترمذي (1034)، سنن ابو داود (3194)۔

---

(1) اس روایت کی سند میں "حفصہ بنت سیرین" مشہور تابعی اور فقیہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالی کی بہن تھی۔ وہ ایک نہایت پرہیز گار اور علم و عبادت میں مشہور خاتون تھی اور ان کا شمار بھی تابعیات میں ہوتا ہے۔ حفصہ بنت سیرین قرآن کریم کی بہترین حافظہ تھی اور دین میں گہری بصیرت رکھتی تھی اور اپنے زمانے کی فقیہ سمجھی جاتی تھی۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اکثر روزے رکھتی تھی اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتی تھی۔ حفصہ بنت سیرین نے کئی احادیث بھی روایت کی ہیں۔<<<Cont

❖ اگر کئی مرد، عورتیں اور بچے فوت ہوگئے ہوں، تو مرد امام کے قریب ترین جگہ پر رکھے جائیں، پھر لڑکے، پھر عورتیں، اور پھر لڑکیاں۔ عورت کا پیٹ مرد کے سر کے ساتھ سیدھا ہونا چاہیے، تا کہ امام ان سب کے حوالے سے صحیح مقام پر کھڑا ہو، جیسا کہ شریعت میں مقرر ہے۔

✍ یہ ترتیب سنت کے مطابق ہے اور اس پر عمل کرنا افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

Cont>>>وہ امہات المؤمنین اور دیگر صحابیات سے علم حاصل کرنے والی تھی۔

انکا بھائی ''ابن سیرین''، جن کا پورا نام محمد بن سیرین تھا، اسلامی تاریخ کے ایک مشہور تابعی، مفسر، اور خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے۔ ان کی شخصیت علمی اور روحانی دنیا میں نمایاں مقام رکھتی ہے، اور وہ اپنے تقویٰ، علم، اور حسن اخلاق کے لیے جانے جاتے ہیں۔

ان کے والد ''سیرین'' ایک غلام تھے، جنہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے آزاد کیا تھا، جنکا نام ''عبید اللہ بن حبیب'' تھا۔ ان کی والدہ بھی ایک دیندار خاتون تھی، جن کا نام ''صفیہ'' تھا۔

ابن سیرین نے بہت سے صحابہ کرام سے علم حاصل کیا، جن میں حضرت انس بن مالک، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ وہ حدیث، فقہ، اور تفسیر میں مہارت رکھتے تھے اور اپنے وقت کے بڑے محدثین اور فقہا میں شمار ہوتے تھے۔

ابن سیرین کو خوابوں کی تعبیر میں غیر معمولی مہارت حاصل تھی۔ جو وہ قرآن و سنت کی روشنی میں کرتے تھے۔ ان کی کتاب ''تعبیر الرؤیا'' آج بھی خوابوں کی تعبیر کے موضوع پر ایک اہم حوالہ سمجھی جاتی ہے۔

حفصہ اپنے بھائی محمد بن سیرین کے ساتھ مل کر دین کی خدمت میں مشغول رہتی تھی اور خواتین کو قرآن اور دینی مسائل سکھاتی تھی۔ ان کی وفات 100 ہجری کے قریب ہوئی۔

➢ جنازہ کے مکروہ اوقات

تین اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا اور میت کو دفن کرنا مکروہ و منع ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ۔(صحیح مسلم:831)

ترجمہ: تین اوقات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھنے سے یا اپنے مردوں کو دفنانے سے منع فرماتے تھے:

1. جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے۔
2. جب دوپہر کا وقت ہو، یہاں تک کہ سورج تھوڑا سا ڈھل جائے۔
3. جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو، یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

✍ اس حدیث میں صلاۃ کا لفظ بھی وارد ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح میت کو ان تین وقتوں میں دفن کرنا منع ہے اسی طرح میت پر نماز جنازہ پڑھنا بھی منع ہے۔

نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعائیں

➢ جنازے کی عام دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی تو یوں دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِيمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

(سنن ابی داود: 3201،سنن ترمذی :1024)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ، حاضر اور غائب، چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورت سب کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! جسے تُو زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھ، اور جسے تُو موت دے، اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت کے) اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔

➢ میت کے لیے خاص دعا

دعا برائے مرد:

اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَعَافِهِ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ

وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔

»اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَالْمُحْسِنِينَ، وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِي عِلِّيِّينَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ قَبْرَهُ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَافْسَحْ لَهُ، وَنَوِّرْ لَهُ، وَلَا تَجْعَلْهُ حُفْرَةً مِنْ حُفَرِ النَّارِ، وَاخْلُفْ عَقِبَهُ فِي الْغَابِرِينَ، وَاجْمَعْنَا بِهِ فِي دَارِ كَرَامَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

ترجمہ: اے اللہ! تیرا بندہ تیری پناہ اور حفاظت میں ہے، اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اس پر رحم کر اسے معاف کر دے اور اسے عافیت عطا فرما، اور اس کے ٹھکانے کو عزت والا بنا، اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اور اس (کے گناہوں) کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے، اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف فرما جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما، اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل فرما، اور اسے قبر کے فتنہ، قبر کے عذاب، اور جہنم کے عذاب سے بچا۔

» اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں اور نیکوکاروں میں بلند فرما، اور اس کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دے، اے اللہ! اس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے، اور اس کے لیے قبر کو کشادہ فرما، اور اس میں روشنی عطا فرما، اور اسے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا نہ بنا، اور اس کے بعد آنے والوں میں اس کا جانشین بن، اور ہمیں اس کے ساتھ اپنے کرم والے گھر میں جمع فرما، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اور اے رب العالمین! ہمیں اور اسے معاف فرما، بے شک تو ہی بخشنے والا اور رحم

کرنے والا ہے۔

دعا برائے عورت:

اللّٰهُمَّ إِنَّ أَمَتَكَ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا، وَارْحَمْهَا، وَاعْفُ عَنْهَا، وَعَافِهَا، وَأَكْرِمْ نُزُلَهَا، وَوَسِّعْ مَدْخَلَهَا، وَاغْسِلْهَا بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهَا مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهَا دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهَا، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهَا، وَأَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهَا مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔

»اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا، وَارْفَعْ دَرَجَتَهَا فِي الْمَهْدِيِّينَ وَالْمُحْسِنِينَ، وَاجْعَلْ كِتَابَهَا فِي عِلِّيِّينَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَبْرَهَا رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَافْسَحْ لَهَا، وَنَوِّرْ لَهَا، وَلَا تَجْعَلْهَا حُفْرَةً مِنْ حُفَرِ النَّارِ، وَاخْلُفْ عَقِيبَتَهَا فِي الْغَابِرِينَ، وَاجْمَعْنَا بِهَا فِي دَارِ كَرَامَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهَا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

ترجمہ: اے اللہ! تیری بندی تیری پناہ اور حفاظت میں ہے، اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اس پر رحم کر اسے معاف کر دے اور اسے عافیت عطا فرما، اور اس کے ٹھکانے کو عزت والا بنا، اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اور اس (کے گناہوں) کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے ، اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف فرما جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما، اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل فرما، اور اسے قبر کے فتنہ، قبر کے عذاب، اور جہنم کے

عذاب سے بچا۔

» اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں اور نیکوکاروں میں بلند فرما، اور اس کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دے، اے اللہ! اس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے، اور اس کے لیے قبر کو کشادہ فرما، اور اس میں روشنی عطا فرما، اور اسے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا نہ بنا، اور اس کے بعد آنے والوں میں اس کا جانشین بن، اور ہمیں اس کے ساتھ اپنے کرم والے گھر میں جمع فرما، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اور اے رب العالمین! ہمیں اور اسے معاف فرما، بے شک تو ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

✍ یہ دعا میت کے لیے مغفرت، قبر کے سوال و جواب میں آسانی، گناہوں کی پاکی اور جنت کے حصول کے لیے نہایت جامع اور بابرکت ہے۔

یہ دعا رسول اللہ ﷺ کی مختلف مستند دعاؤں سے ماخوذ ہے، جو جنازے اور فوت شدگان کے لیے کی جاتی ہیں۔ ان میں شامل الفاظ میں نے صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں سے لیے ہیں، خاص طور پر صحیح مسلم کی حدیث نمبر (963) میں ان الفاظوں کا ذکر آیا ہے۔

➢ بچوں کی نماز جنازہ کی دعا

دعا برائے لڑکا:

1. اللَّهُمَّ أَعِزَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاجْعَلْهُ فَرَطًا وَذُخْرًا لِوَالِدَيْهِ، وَشَفِيعًا مُجَابًا۔ اللَّهُمَّ ثَقِّلْ بِهِ مَوَازِينَهُمَا، وَأَعْظِمْ بِهِ أُجُورَهُمَا، وَأَلْحِقْهُ بِصَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ: اے اللہ! اسے قبر کے عذاب سے بچالے، اے اللہ! اسے جنت والوں میں شامل فرما، اور اسے اس کے والدین کے لیے جنت کا پیش رو اور ان کے لیے اجر کا سبب بنادے، اور اسے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا جانے والا بنا۔ اے اللہ! اس کے ذریعے ان کے میزان (نیکیوں کے پلڑے) کو بھاری کر دے، اور ان کے اجر کو عظیم کر دے، اور اسے صالحین کے ساتھ ملادے۔

2. اللَّهُمَّ أَعِزَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاجْعَلْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَلْحِقْهُ بِصَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ، وَاجْعَلْهُ فَرَطًا وَذُخْرًا لِوَالِدَيْهِ، وَشَفِيعًا مُجَابًا، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

ترجمہ: اے اللہ! اسے عذاب قبر سے بچالے، اور اسے جنت والوں میں شامل فرما، اور اسے نیک مومنین کے ساتھ ملادے، اور اسے اس کے والدین کے لیے پیش خیمہ اور ذخیرہ بنا، اور اسے شفاعت کرنے والا اور قبولیت کا ذریعہ بنادے، اور اے رب العالمین! ہمارے اور اس کے گناہوں کو معاف فرما، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! ہم پر رحم فرما۔

دعا برائے لڑکی:

1. اللَّهُمَّ أَعِزَّهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاجْعَلْهَا فَرَطًا وَذُخْرًا لِوَالِدَيْهَا، وَشَفِيعَةً مُجَابَةً۔ اللَّهُمَّ ثَقِّلْ بِهَا مَوَازِينَهُمَا، وَأَعْظِمْ بِهَا أُجُورَهُمَا، وَأَلْحِقْهَا بِصَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ۔

2. اللَّهُمَّ أَعِزَّهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاجْعَلْهَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَلْحِقْهَا بِصَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ، وَاجْعَلْهَا فَرَطًا وَذُخْرًا لِوَالِدَيْهَا، وَشَفِيعَةً مُجَابَةً، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهَا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

✍ یہ دعا نبی ﷺ سے براہ راست ثابت نہیں ہے، مگر اسے فقہاء نے بچوں کی نماز جنازہ کے وقت پڑھنے کی تجویز دی ہے۔ اس دعا کا مقصد والدین کے لیے تسلی فراہم کرنا اور ان کے لیے اجر وثواب کی دعا کرنا ہے، تاکہ وہ آخرت میں اس بچے کی شفاعت سے مستفید ہوں۔

چونکہ بچے معصوم ہوتے ہیں، اس لیے ان کے لیے مغفرت کے بجائے والدین کے اجر وثواب کی دعا کی جاتی ہے، تاکہ یہ ان کے لیے جنت میں داخلے اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنے۔

❖ اگر کسی کی نماز جنازہ چھوٹ گئی ہو تو وہ قبر کے پاس قبلہ رخ ہو کر نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ ، فَقَالُوا : مَاتَ ، قَالَ : أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ ، دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ أَوْ قَالَ قَبْرِهَا ، فَأَتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا۔ (صحیح بخاری :458)

ترجمہ: ایک حبشی مرد یا عورت، جو مسجد (نبوی) کی صفائی کیا کرتی تھی، وفات پا گئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ فوت ہو چکی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ مجھے اس کی قبر دکھاؤ، یا آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس (عورت) کی قبر دکھاؤ، **پھر آپ ﷺ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور ان کے لیے نماز جنازہ ادا کی۔**

- نماز جنازہ صرف ایک رسمی عبادت نہیں بلکہ ایک مسلمان کی آخری مدد اور اس کے لیے مغفرت کی درخواست ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس عبادت کو سنت کے مطابق ادا کریں اور دل سے میت کے لیے دعا کریں۔

  اللہ ہمیں اس عمل کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

  آمین

میت کی تدفین کا مسنون طریقہ

میت کو قبر میں اتارنے اور لٹانے کا طریقہ سنت نبوی ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل سے واضح ہے۔ اس عمل کے دوران احترام، نرمی، اور سنت کے مطابق طریقہ اپنانا ضروری ہے۔

➢ قبر کھودنے کا حکم

قبر کھودنے کا مقصد میت کو احترام کے ساتھ دفن کرنا ہے تاکہ وہ زمین میں محفوظ رہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝

[سورة طٰہٰ: 55]

ترجمہ: ہم نے تمہیں اسی (زمین) سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

✍ یہ آیت انسان کی تخلیق، موت اور دوبارہ زندہ ہونے کی نشاندہی کرتی ہے، اور زمین میں دفن کا حکم بھی اس سے اخذ کیا گیا ہے۔

➢ قبر کھودنے کا طریقہ

قبر مستطیل (Rectangular) کھودی جائے کہ میت کو زمین میں عزت و وقار کے ساتھ رکھا جا سکے۔

قبر کھودنے کے دو طریقے ہیں:

1. **لحد(Niche):** قبر کے اندر ایک طرف کھڑکی نما خلا بنایا جاتا ہے، جو مستحب ہے۔
2. **شق(Trench):** قبر کے درمیان سیدھا گڑھا بنایا جاتا ہے، جو لحد نہ بن سکے تو استعمال ہوتا ہے۔

قبر میں لحد یا شق بنانے کا انتخاب مٹی کی نوعیت پر بھی منحصر ہوتا ہے۔
اگر مٹی سخت ہو، تو قبر کے ایک طرف لحد (ایک چھوٹا سا کمرہ) بنایا جاتا ہے تا کہ میت اس میں رکھی جا سکے۔ اور اگر مٹی نرم ہو، تو شق (ایک سیدھی کھائی) بنائی جاتی ہے اور میت اس میں رکھی جاتی ہے۔
قبر کی گہرائی اتنی ہو کہ جانور نہ پہنچ سکیں۔

❖ رسول اللہ ﷺ کو لحد میں دفن کیا گیا تھا۔

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ تعالی سے روایت ہے کہ:

سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(صحیح مسلم:966)

ترجمہ: (اُنکے والد) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیماری کے دوران میں جس میں وہ فوت ہو گئے تھے، (اپنے لواحقین سے) کہا: میرے لیے لحد تیار کرنا اور

میرے اوپر اچھے طریقے سے کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ (کی قبر مبارک) کے ساتھ کیا گیا تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِأَهْلِ الْكِتَابِ۔

(مسند أحمد: 19425)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لحد ہمارے لئے ہے اور صندوقی قبر اہل کتاب کے لئے ہے۔

➢ میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ

میت کو قبر میں رکھتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے:

میت کو قبر میں مرد ہی اتارے گا عورت نہیں، ہاں عورت کی لاش ہو تو بہتر ہے اسے قبر میں اس کا محرم اتارے اور محرم نہیں تو معمر آدمی اتارے۔

میت کو چادر یا کپڑے کی مدد سے قبر میں اتارا جائے۔

اتارتے وقت تین سے چار افراد قبر میں اتر سکتے ہیں تاکہ میت کو آرام اور نرمی کے ساتھ رکھا جاسکے۔

قبر میں احترام کے ساتھ میت کو رکھا جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ مَرَّةً: إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَقَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: بِسْمِ اللَّهِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ۔ (سنن ابن ماجہ: 1550)

ترجمہ: جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا تو نبی ﷺ فرماتے تھے: ﴿بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ﴾ "اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کی ملت پر۔"

راوئ حدیث ابو خالد نے ایک روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: جب میت کو لحد میں رکھا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے: ﴿بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ﴾ "اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق۔"

اور راوئ حدیث ہشام نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: ﴿بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ﴾ "اللہ کے نام سے، اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔"

❖ میت کو قبر میں داخل کرنے کے بعد دائیں پہلو پر لٹایا جائے۔ اور میت کا چہرہ قبلہ کی طرف اس طرح موڑا جائے کہ اس کی ناک اور سینہ قبلہ رخ ہوں۔ یہ سنت نبوی ﷺ ہے۔

➢ قبر بند کرنا

لحد یا شق میں میت کو قبلہ رخ ڈال کر، گڑھے کا منہ کچی اینٹوں یا پتھروں سے بند کر دیا جائے گا۔

پھر جنازے میں شریک لوگ اپنی لپوں سے دو تین لپیں مٹی قبر پر ڈال دیں اور آخر میں گورکن قبر کو زمین کے برابر یا ایک ہاتھ کے قریب کوہان نما اونچا کرے۔ میت کے چہرے یا جسم پر مٹی Directly ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہیے، چاہے قبر لحد کی ہو یا شق کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُکُمْ عَمَلًا أَنْ یُتْقِنَہُ۔

(المعجم الأوسط للطبراني:909، شعب الإيمان للبيهقي:5081)

[شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب صحیح الجامع (نمبر 1880) اور سلسلہ احادیث صحیحہ (نمبر 1113) میں بھی ذکر کیا ہے]

ترجمہ: بیشک اللہ تعالی پسند فرماتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی عمل (کام) کرے تو اسے اچھی طرح انجام دے (بہترین طریقے سے کرے)۔

- ❖ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے لیے مغفرت، قبر کے سوالات میں ثابت قدمی اور جنت میں داخلے کی دعا کرنا مستحب ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ، وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ۔

(سنن أبو داود: 3221)

ترجمہ: نبی ﷺ جب میت کو دفن کرکے فارغ ہو جاتے تو قبر پر رکتے اور فرماتے: "اپنے

بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو بیشک اب اس سے سوال کیا جائے گا۔“

یہ دعائیں میت کے لیے انتہائی فائدہ مند ہیں اور مسنون ہیں:

1. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ۔(صحیح مسلم:920)

ترجمہ: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اور اسے ہدایت یافتگان میں بلند درجہ عطا فرما، اور اس کی نسلوں میں اس کا بدل عطا فرما، اور ہمارے لیے اور اس کے لیے، اے ربّ العالمین، بخشش عطا فرما، اور اس کے قبر کو کشادہ فرما اور اس میں روشنی پیدا کر۔

2. اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ عِنْدَ السُّؤَالِ، وَاجْعَلْ قَبْرَهُ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَلَا تَجْعَلْهُ حُفْرَةً مِنْ حُفَرِ النَّارِ۔

ترجمہ: اے اللہ! اسے سوال کے وقت ثابت قدمی عطا فرما، اس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے اور اسے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا نہ بنا۔

3. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔

ترجمہ: اے اللہ! اسے معاف فرمادے، اے اللہ! اسے ثابت قدمی عطا فرمادے مستحکم قول کے ذریعے۔

- میت کو پاؤں کی طرف سے قبر میں اتارنا فقہاء کے نزدیک مستحب اور افضل عمل ہے، کیونکہ یہ عمل احترام، نرمی اور آسانی فراہم کرتا ہے تاکہ چہرہ قبلہ کی طرف کرنا آسان ہو۔
اگر کسی اور طریقے سے اتارا جائے تو بھی جائز ہے، کیونکہ اصل مقصد میت کا احترام اور شریعت کے مطابق دفن کرنا ہے۔

- قبر کی گہرائی کم از کم 4 سے 6 فٹ ہونی چاہیے تاکہ میت کو جانوروں یا ماحولیاتی اثرات سے بچایا جا سکے اور اس میں بدبو نہ آئے۔ بعض حالات میں، اگر مٹی نرم ہو تو قبر کی گہرائی زیادہ رکھی جا سکتی ہے۔ قبر کی چوڑائی کم از کم 2.5 سے 3 فٹ ہونی چاہیے تاکہ میت آرام سے رکھی جا سکے، اور اس کا طول میت کی لمبائی کے مطابق ہونا چاہیے۔

تدفین کے بعد کے امور

1. قبر پر پانی چھڑکیں۔

میت کی تدفین کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے تاکہ مٹی منتشر نہ ہو۔
اس کی حکمت یہ ہے کہ قبر زیادہ مضبوط رہے، مٹنے سے محفوظ ہو اور مٹی کو ہوا کے بکھرنے سے بچایا جا سکے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قبر پر پانی چھڑکنے سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے، تو یہ ایک باطل عقیدہ ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔
دراصل اس کا مقصد صرف مٹی کو باندھنا ہے۔

2. قبر پر بیٹھنا یا کوئی نشان بنانا منع ہے۔
3. قبروں کو ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا، اسے چونا گاڑھا کرنا، پختہ بنانا، اس پر عمارت تعمیر کرنا، کتبے، درخت یا ٹہنی لگانا، پھول مالا چڑھانا، اگر بتی یا موم بتی جلانا، یا کسی قسم کا چراغاں کرنا، یا پھر اس پر میلہ ٹھیلہ لگانا جائز نہیں ہے۔
4. قبر کی پہچان کے لیے علامت اور نشانی رکھنے (جیسے پتھر) میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر کی علامت اور نشانی رکھی تھی۔

حضرت کثیر بن زید المدنی، مطّلب (بن عبد اللہ بن حنطب) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ، أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، قَالَ كَثِيرٌ: قَالَ الْمُطَّلِبُ: قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا، ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ، وَقَالَ: أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي، وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي۔ (سنن ابو داود:3206)

ترجمہ: جب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ فوت ہوئے اور انہیں دفن کیا جاچکا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم دیا تو وہ شخص اسے نہ اٹھا سکا،

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھے اور اپنے بازوؤں سے آستانیں اوپر کیں۔

کثیر رحمہ اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ: مطلب نے کہا: جس نے مجھے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بتایا وہ کہتا ہے:-جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازوؤں سے کپڑا دور کیا تو گویا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پتھر اٹھا کر ان کے سر کے پاس رکھ دیا، اور فرمانے لگے: **"اس سے میں اپنے بھائی کی قبر پہچان لیا کرونگا، اور اپنے خاندان میں سے مرنے والوں کو اس کے قریب دفن کر سکوں گا۔"**

اس موضوع سے جڑے کچھ دیگر موضوعات کی وضاحت

مرنے کے وقت خالی کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا اور باقی قرآن یا سورتیں پڑھنا بدعت ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاکُمْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ۔

(صحیح مسلم: 916)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اپنے مرنے والے لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔“

✍ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا سنت ہے۔ باقی سورتیں یا قرآن پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا، اور یہ عمل بدعت شمار ہو گا کیونکہ دین میں اضافہ کرنا ممنوع ہے۔

میت کی آنکھیں بند کرنا اور جب موت کا وقت آجائے تو اس کے لیے دعا کرنا

میت کی آنکھیں بند کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے میت کی آنکھیں بند کرنا ہر مسلمان کے لیے مستحب ہے۔ اور وہاں صرف خیر کی باتیں کرنی چاہئے کیونکہ فرشتے اہل خانہ کی بات پر آمین کہتے ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ: ''اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ۔'' (صحیح مسلم: 920)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ [1] کے پاس تشریف لائے (جب ان کا انتقال ہو چکا تھا)، **اس وقت ان کی آنکھیں کھلی ہوئیں تھیں تو آپ ﷺ نے انھیں بند کر دیا۔**

---

(1) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام ''عبد اللہ بن عبد الأسد'' تھا۔ وہ ایک عظیم صحابی تھے اور انہوں نے اسلام کو بہت پہلے اپنایا۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے پہلی ہجرت مکہ سے حبشہ میں بھی حصہ لیا تھا اور پھر مدینہ میں اپنی زندگی گزاری۔ انکی وفات 4 ہجری میں ہوئی۔ وہ جنگِ احد میں زخمی ہوئے تھے، Cont>>>

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے۔“

اس پر ان کے گھر کے کچھ لوگ چلا کر رونے لگے تو آپ نے فرمایا: ”تم اپنے لیے بھلائی کے علاوہ اور کوئی دعا نہ کرو کیونکہ تم جو کہتے ہو فرشتے اس پر **آمین** کہتے ہیں۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ﴾

”اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما، ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کے درجات بلند فرما اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو اس کا جانشیں بن اور اے جہانوں کے پالنے والے! ہمیں اور اس کو بخش دے، اس کے لیے اس کی قبر میں کشادگی پیدا فرما اور اس کے لیے اس (قبر) میں روشنی کر دے۔“

عمل کی حکمت:

1. جب انسان کا انتقال ہوتا ہے تو روح نکلتے وقت آنکھیں روح کا پیچھا کرتی ہیں، پھر آنکھیں بند کرنے کی طاقت نہیں رہتی جس کی وجہ سے آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، واللہ اعلم۔

Cont>>>ان کے جسم پر کئی جگہوں پر چوٹیں آئیں، جن کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے اور ان کی زخمیوں کی وجہ سے بعد میں وفات ہو گئی۔

ام سلمہ رضي الله عنها کا اصل نام ”ہند بنت ابی امیہ“ تھا۔ ان کی شادی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، لیکن ان کی وفات کے بعد، ام سلمہ رضي الله عنها نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی تھی۔ وہ بھی ایک عظیم اور علم میں ماہر اور حکمت والی عورت تھی۔

2. آنکھیں بند کرنے سے میت کا چہرہ سکون کی حالت میں دکھائی دیتا ہے اور دیکھنے والوں کو ذہنی سکون ملتا ہے۔
3. یہ عمل میت کی عزت و احترام کا حصہ ہے اور شرعی ادب میں شامل ہے۔

➢ آنکھیں بند کرنے کا طریقہ

میت کی آنکھوں کو نرمی سے ہاتھ کے ذریعے بند کریں۔

اگر آنکھیں بند نہ ہوں تو ہلکے سے کپڑے کی مدد سے انہیں ڈھانپ دیں تاکہ وہ اپنی جگہ پر آجائیں۔

میت کے چہرے کو دیکھنا اور بوسہ لینے کے شرعی احکام

➢ معیت کا چہرہ دیکھنا

میت کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں خواہ غسل کے بعد، کفن کے بعد، نماز جنازہ کے بعد اور کوئی ان اوقات میں نہ دیکھ سکا ہو تو دفن سے پہلے پہلے کسی بھی وقت دیکھ سکتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ میت کا صرف چہرہ ہی دیکھا جائے اور بدن کے بقیہ حصے پر پردہ ہو۔

عورت، عورت (میت) کا چہرہ دیکھ سکتی ہے اور مردوں میں محارم کا، اسی طرح مرد، مرد (میت) کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور عورتوں میں محرمات کا، لیکن اجنبی میت کا چہرہ دیکھنا منع ہے۔

اگر کوئی بہت بوڑھی عورت ہو تو اس کا چہرہ سبھی لوگ دیکھ سکتے ہیں۔

جس عورت نے میت کا چہرہ نہیں دیکھا اس حال میں کہ میت کو قبرستان لے چلا گیا اس عورت کو وہاں جا کر میت کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہئے۔

➢ میت کو بوسہ دینا

جہاں میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے وہیں اسے بوسہ لینا بھی جائز ہے جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا بوسہ لیا اور نبی ﷺ نے عثمان رضی اللہ کا بوسہ لیا تھا اور بوسہ صرف محرم کے لئے ہے۔

تجہیز و تکفین کے اعلان اور جنازے میں تاخیر سے متعلق اسلامی رہنمائی

اسلامی تعلیمات کے مطابق تجہیز و تکفین یعنی میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، اور دفن کرنا ایک اہم فریضہ ہے، جسے جلد از جلد ادا کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں میت کے قریبی رشتہ داروں، دوستوں اور مسلمانوں کو اطلاع دینا تاکہ وہ جنازے میں شرکت کریں اور دعائے مغفرت کریں، شرعاً جائز ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضي الله عنہ سے روایت ہے کہ:

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔ (صحيح مسلم:951)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جس دن نجاشی فوت ہوئے، لوگوں کو ان کی وفات کی اطلاع دی، آپ ﷺ ان (صحابہ) کے ساتھ باہر جناز گاہ میں گئے اور آپ نے (جنازہ کی نماز میں) چار تکبیریں کہیں۔

✍ اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وفات کی اطلاع دینا اور لوگوں کو جنازے میں شرکت کی دعوت دینا اسلامی اصولوں کے مطابق ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کے انتقال کی خبر صحابہ کرامؓ کو دی تھی۔

البتہ، آج کل یہ عام رواج بن گیا ہے کہ دور دراز کے رشتہ داروں کا انتظار کرنے کے لئے جنازے میں غیر ضروری تاخیر کی جاتی ہے۔ ایسا کرنا شرعی طور پر مناسب نہیں ہے۔

نبی ﷺ نے میت کو جلد دفن کرنے کا حکم دیا ہے۔

جنازے کو غیر ضروری طور پر روکنا میت کے حق میں تاخیر کا سبب بن سکتا ہے اور سنت کے خلاف ہے۔

خلاصہ یہ کہ وفات کی خبر دینا اور لوگوں کو شرکت کی دعوت دینا جائز ہے، لیکن جنازے کو جلد انجام دینا ضروری ہے۔ غیر ضروری تاخیر سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ یہ میت اور اسلامی تعلیمات دونوں کے حق میں مناسب نہیں ہے۔

تابوت پر کپڑا رکھنا بدعت ہے

جنازے کے تابوت پر اسلامی متن یا قرآن کی آیات والی چادر رکھنے کا عمل مختلف مسلم معاشروں میں رائج ہے، لیکن اس کا تعلق زیادہ تر ثقافتی اور روایتی عوامل سے ہے، نہ کہ کسی واضح اسلامی تعلیم سے۔

نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں جنازے کے ساتھ کوئی ایسی چیز رکھنے کا رواج نہیں تھا۔

- **یہ عمل کہاں سے آیا؟**

یہ عمل زیادہ تر مسلمانوں کی ثقافتی یا جذباتی وابستگی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

لوگ قرآن اور اسلامی الفاظ کو برکت یا تحفظ کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اس لیے جنازے پر چادر رکھتے ہیں۔

بعض معاشروں میں یہ ایک طرح کا "احترام" سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ دین کا حصہ نہیں۔

- **کیا یہ جائز ہے؟**

اسلامی اصول: اگر اس عمل کو دین کا حصہ سمجھا جائے، تو یہ بدعت (نئی ایجاد) کہلائے گا، کیونکہ نبی ﷺ اور صحابہ نے ایسا نہیں کیا۔

اگر نیت برکت کی ہو: قرآن یا اسلامی الفاظ کو جنازے پر رکھنے کی نیت اگر برکت کے لیے

ہو، تو یہ بھی غلط ہے، کیونکہ برکت اللہ کے حکم سے آتی ہے اور یہ عمل شریعت سے ثابت نہیں۔

اگر صرف ثقافتی ہو: اگر اسے محض ایک رسم یا ثقافتی عمل کے طور پر کیا جائے، تو یہ غیر ضروری ہے، لیکن اگر قرآن کی بے ادبی کا خطرہ ہو تو یہ عمل مکروہ ہو سکتا ہے۔

➢ اس عمل سے مسائل

قرآن کی آیات یا اللہ کے نام کی بے ادبی ہو سکتی ہے، خاص طور پر اگر جنازے کے دوران چادر گر جائے یا بے احتیاطی ہو۔

یہ عمل غیر اسلامی نظریات کو فروغ دے سکتا ہے، جیسے کہ آیات کو تعویذ یا تحفظ کے لیے استعمال کرنا۔

خلاصہ: تابوت پر اسلامی متن یا قرآن کی آیات والی چادر رکھنے کا عمل نہ سنت ہے نہ واجب، بلکہ یہ ایک ثقافتی رسم ہے۔ اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے تاکہ دین میں غیر ضروری رسومات شامل نہ ہوں اور قرآن کا احترام برقرار رہے۔

جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے

جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے، لیکن ضرورت کے تحت آگے یا اطراف میں چلنے کی گنجائش ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودُوا الْمَرْضَى وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ۔ (مسند امام احمد:11465)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا مریض کی عیادت کیا کرو اور **جنازے کے ساتھ جایا کرو**، اس سے تمہیں آخرت کی یاد آئے گی۔

✍ عربی لفظ ''**اتَّبِعُوا**'' کا مطلب ہے: ''پیروی کرو'' یا ''پیچھے چلو''۔

اس حدیث میں جنازے کے ساتھ چلنے (**اتَّبِعُوا**) کا عمومی ذکر ہے، اس لیے اطراف میں چلنا ممنوع نہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا، وَأَمَامَهَا، وَعَنْ يَمِينِهَا، وَعَنْ يَسَارِهَا، قَرِيبًا مِنْهَا، وَالسِّقْطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ۔ (سنن ابو داؤد:3180)

ترجمہ: سوار آدمی جو کسی سواری (جیسے گھوڑا، گاڑی، موٹر سائیکل یا دیگر سواری) پر سوار ہو جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل لوگ اس کے پیچھے، آگے، دائیں اور بائیں اس کے قریب قریب چلیں، اور بچہ جو ناقص پیدا ہوا اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔

❖ جنازہ عورت کا ہو تو اسے اجنبی مرد بھی کندھا دے سکتا ہے البتہ عورت جنازہ کو کندھا نہیں دے گی اور نہ ہی جنازہ کے پیچھے چلے گی۔

❖ جنازے کے دوران خاموشی اور سکون کے ساتھ چلنا سنت کے مطابق ہے، اور غیر ضروری گفتگو سے پرہیز کریں۔

میت کے قرض کی ادائیگی

➢ قرض کا مطلب ہے

"کسی سے مالی امداد کے طور پر کچھ لینا، جسے بعد میں واپس کرنا ضروری ہوتا ہے۔"

قرض کا مقصد ضرورت مندوں کی مدد ہے، لیکن اگر قرض واپس نہ کیا جائے یا اس میں کوتاہی برتی جائے، تو یہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ۔ (صحیح بخاری:2387)

ترجمہ: جو شخص لوگوں کا مال (قرض کے طور) اس نیت سے لیتا ہے کہ اسے ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کرے گا، اور جو شخص اسے ضائع کرنے (نہ دینے) کی نیت سے لے تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا۔

➢ قرض کی ادائیگی کی اہمیت؛ مرنے والے کے حق میں مسلمانوں کی فریضہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا،

فَصَلَّى عَلَيْهِ ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، صَلِّ عَلَيْهَا ، قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ ؟ قِيلَ : نَعَمْ ، قَالَ : فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا ؟ قَالُوا : ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ ، فَصَلَّى عَلَيْهَا ، ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ ، فَقَالُوا : صَلِّ عَلَيْهَا ، قَالَ : هَلْ تَرَكَ شَيْئًا ؟ قَالُوا : لَا ، قَالَ : فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ ؟ قَالُوا : ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ ، قَالَ : صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ : صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ ، فَصَلَّى عَلَيْهِ۔ (صحیح بخاری:2289)

ترجمہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔

صحابہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ، اس پر نماز پڑھیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس پر کوئی قرض ہے؟"

انہوں نے کہا: "نہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟"

انہوں نے کہا: "نہیں۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر ایک اور جنازہ لایا گیا۔ صحابہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ، اس پر نماز پڑھیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس پر قرض ہے؟"

صحابہ نے کہا: "جی ہاں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟"

انہوں نے کہا: "تین دینار چھوڑے ہیں۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا۔ صحابہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ، اس پر نماز پڑھیں۔''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟''
انہوں نے کہا: ''نہیں۔''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا اس پر قرض ہے؟''
انہوں نے کہا: ''تین دینار کا قرض ہے۔''
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ خود پڑھ لو۔''

یہ سن کر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ، آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں، اس کا قرض میرے ذمے ہے۔''
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

- اگر مرنے والے پر قرض ہو اور وہ ادائیگی کا کوئی انتظام نہ کر سکا ہو، تو یہ ایک سنگین معاملہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی اہمیت واضح کرنے کے لیے جنازے کی نماز سے گریز فرمایا تاکہ امت کو اس مسئلے کی سنگینی کا احساس ہو۔ اگر کسی فوت شدہ مسلمان کے قرض کا کوئی انتظام نہ ہو، تو یہ باقی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا قرض ادا کریں تاکہ اس کی مغفرت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

❖ مرنے والے کے مال کو سب سے پہلے اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جائے۔ اگر کچھ بچ جائے تو وہ وارثین کو تقسیم ہو گا۔

➢ قرض کی ادائیگی اور مؤمن کی روحانی آزادی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ۔(سنن ترمذی:1078)

ترجمہ: مؤمن کی روح اس وقت تک معلق (لٹکی ہوئی) رہتی ہے جب تک اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔

✍ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مؤمن کی روح کا حال اُس وقت تک کامل سکون نہیں حاصل کر پاتا جب تک کہ اُس پر قرض کی ادائیگی نہ ہو جائے۔ قرض کی ادائیگی نہ صرف معاشی آزادی کے لیے ضروری ہے بلکہ روحانی طور پر بھی مؤمن کی سکون اور آزادی کا سبب بنتی ہے۔

➢ اگر قرض کا معاملہ کسی کی مالی تنگی کی بنا پر ہو، تو آسانی کے لیے مہلت دینا اور قرض کو معاف کر دینا بہتر عمل ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿﴾ [البقرہ:280]

ترجمہ: اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زر قرض) بخش ہی دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ۔ (سنن ابن ماجہ:2418)

ترجمہ: جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے، اسے ہر دن کے بدلے صدقہ کا ثواب ملے گا، اور جو شخص اسے ادائیگی کی مدت گزر جانے کے بعد بھی مہلت دے، اسے ہر دن کے بدلے ویسا ہی صدقہ کا ثواب ملے گا۔

حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد ابو قتادہ (جن کا اصل نام حارث بن ربعي انصاری تھا) رضي اللہ عنہ سے روایت کرتے ہے کہ:

أَبَا قَتَادَةَ، طَلَبَ غَرِيمًا لَهُ، فَتَوَارَى عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّي مُعْسِرٌ، فَقَالَ: آللَّهِ؟ قَالَ: آللَّهِ؟ قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ، أَوْ يَضَعْ عَنْهُ۔ (صحیح مسلم:1563)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ نے اپنے ایک قرض دار کو تلاش کیا تو وہ ان سے چھپ گیا، پھر (بعد میں) انہوں نے اسے پالیا۔

تو اس نے کہا: ”میں تنگ دست ہوں۔“

ابو قتادہ نے پوچھا: ''اللہ کی قسم؟''

اُس نے کہا: ''اللہ کی قسم!''

پھر ابو قتادہ نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جسے یہ بات اچھی لگے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے تو وہ تنگ دست کو سہولت دے یا اسے معاف کر دے۔''

➢ دنیا میں قرض یا کسی بھی ظلم کا بدلہ آخرت میں نیکیوں کے ذریعے دیا جائے گا

مقروض اگر قرض کی ادائیگی میں غفلت برتے گا یا جان بوجھ کر ادا نہ کرے گا، تو قیامت کے دن اس کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں گی۔ اور اگر نیکیاں ختم ہو جائیں تو قرض خواہ کے گناہ اس مقروض پر ڈال دیے جائیں گے۔

یہ معاملہ صرف اس صورت میں ہو گا جب مقروض کی نیت بری ہو یا وہ ادائیگی سے لاپرواہی برتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ مِنْ أَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مَالِهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ حِينَ لَا يَكُونُ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ وَإِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَجُعِلَتْ عَلَيْهِ۔

(مسند احمد:10580)

ترجمہ: جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت یا مال کے ساتھ کوئی ظلم وزیادتی کی ہو، تو اسے

چاہیے کہ آج ہی اس سے معاملہ صاف کرلے (اور معافی طلب کرے)، اس دن سے پہلے کہ جب دینار اور درہم (دنیا کا مال و دولت) کچھ کام نہ آئے گا۔ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوں گے، **تو مظلوم کی زیادتی کے بدلے میں ان نیک اعمال میں سے لے لیے جائیں گے، اور اگر اس کے پاس نیک اعمال نہ ہوں گے، تو مظلوم کی برائیاں (گناہ) اس پر ڈال دی جائیں گی۔**

- لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قرض کی ادائیگی کو اپنی زندگی کا اصول بنائے اور اس میں کسی بھی قسم کی غفلت سے بچے۔ اس لئے وفات کے بعد ممکن ہو تو دفن سے پہلے ہی ورنہ تدفین کے فورا بعد میت کے ترکہ میں سے اس کے قرض کی ادائیگی کرے۔

- اگر میت نے ترکہ نہیں چھوڑا ہے تو کوئی دوسرا بھی میت کا قرض ادا کر سکتا ہے۔ اس سے میت کا قرض ادا ہو جائے گا۔

اللہ ہمیں قرض کے معاملے میں انصاف، امانت داری، اور سچائی پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

آمین

میت کی بخشش اور جنت میں داخلے کے اسباب

اگر کسی میت کی خیر و بھلائی پر دو شخص بھی گواہی دے تو وہ اللہ کی رحمت سے جنت کا مستحق ہو گا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ ، فَقُلْنَا : وَثَلَاثَةٌ ، قَالَ : وَثَلَاثَةٌ ، فَقُلْنَا : وَاثْنَانِ ، قَالَ : وَاثْنَانِ ، ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔
(صحیح بخاری:1368)

ترجمہ: جس مسلمان کی اچھائی پر **چار شخص** گواہی دے دیں اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

ہم نے کہا اور اگر تین گواہی دیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین پر بھی،

پھر ہم نے پوچھا اور اگر دو مسلمان گواہی دیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو پر بھی۔

پھر ہم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو کیا؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ

بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ۔ (صحیح مسلم:948)

ترجمہ: جو بھی مسلمان **فوت** ہو جاتا ہے اور اس کے جنازے پر (ایسے) **چالیس آدمی** (نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑے ہو جاتے ہیں **جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے ہوں،** تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ان کی سفارش کو قبول فرمالیتا ہے۔

نوحہ کیا ہے؟

نوحہ کا مطلب ہے کسی فوت شدہ شخص پر رونے کے ساتھ چیخنا، چلانا یا مرنے والے کے اوصاف کو ذکر کر کے شدت سے غم کا اظہار کرنا۔ یہ عموماً جذباتی یا غم زدہ انداز میں کیا جاتا ہے، جس میں چیخنا، کپڑے پھاڑنا، یا ماتم کے دیگر طریقے شامل ہوتے ہیں۔

اسلام میں نوحہ کا حکم:

اسلام میں نوحہ کرنا حرام ہے کیونکہ یہ صبر اور تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے۔ فوت شدہ کے لیے غم کرنا اور رونا فطری چیز ہے، مگر نوحہ اور ماتم جیسے اعمال حرام قرار دیے گئے ہیں۔ اس کے بجائے، مرنے والے کے لیے دعا کریں اور صدقہ کریں۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔ (صحیح بُخاری: 1294)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (غم کے اظہار میں یا کسی کی موت پر) **اپنے رخسار پیٹے، اپنے گریبان چاک کرے اور زمانۂ جاہلیت کی طرح چیخے چلائے۔"**

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنْ : الصَّالِقَةِ ، وَالْحَالِقَةِ ، وَالشَّاقَّةِ۔ (صحیح بُخاری: 1296)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں سے براءت کا اظہار فرمایا ہے جو مصیبت کے وقت:

1. صَالِقَة: بلند آواز سے چیختی چلاتی ہیں،
2. حَالِقَة: اپنے بال منڈواتی یا نوچتی ہیں،
3. شَاقَّة: اپنے کپڑے پھاڑتی ہیں۔

موت پہ جزع فزع کرنا، چیخنا چلانا اور نوحہ خوانی کرنا اس کے عذاب کا سبب ہے:

حضرت عبد اللہ ابن عمر اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے روایت کرتے ہے کہ:

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ۔
(صحیح مسلم:927)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میت کو اس کی قبر میں اس پر کیے جانے والے نوحے (چیخنے چلانے) سے عذاب دیا جاتا ہے۔“

نوحہ سے پرہیز اور صبر کی تلقین:

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ کسی عزیز کی وفات پر صبر کیا جائے اور اللہ کے فیصلے پر راضی رہیں۔ صبر اور اللہ کی رضا کو اپنانا ہی ایک مسلمان کا شیوہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا فَقَالَ لَهَا اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ وَمَا تُبَالِي بِمُصِيبَتِي فَلَمَّا ذَهَبَ قِيلَ لَهَا إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ فَأَتَتْ بَابَهُ فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ أَوْ قَالَ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ۔ (صحيح مسلم :926)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے کے غم میں (قبر پر بیٹھی) رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔“

عورت نے کہا: ”آپ کو میری مصیبت کا کیا احساس!“

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو لوگوں نے اس عورت کو بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہ سن کر وہ پریشانی سے بے حال ہو گئی اور فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوئی، مگر وہاں کوئی دربان نہ پایا۔

اس نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے (اس وقت) آپ کو پہچانا نہیں تھا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(حقیقی) صبر تو صدمے کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے۔“

- ❖ صبر وہی حقیقی صبر ہے جو صدمے کی ابتدا میں کیا جائے۔

صبر صدمے کے پہلے لمحے میں ہوتا ہے، کیونکہ اس کے بعد تو انسان آہستہ آہستہ غم کو برداشت کرنے لگتا ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ۔ (صحیح مسلم: 934)

ترجمہ: نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس پر گندھک (تارکول) کا لباس ہو گا اور خارش سے بھری ہوئی زرہ (قمیص) پہنائی جائے گی۔

➢ صبر اور احتساب پر جنت کی بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى : مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ ، إِلَّا الْجَنَّةُ۔
(صحیح بخاری:6424)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کا جس کی، میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کر لے، تو اس کا بدلہ میرے یہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔"

✍ یہ حدیث صبر اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی فضیلت کو واضح کرتی ہے۔

جب مؤمن کسی عزیز کی وفات پر صبر کرے اور اللہ سے اس کا اجر طلب کرے، تو اس کے لیے جنت جیسا عظیم انعام مقرر ہے۔

تعزیت کی وضاحت، احکام اور مسنون طریقہ

➢ تعزیت کی وضاحت اور احکام

اسلامی تعلیمات کے مطابق تازیعت (یعنی مرحوم کے اہلِ خانہ کو تسلی دینا، صبر کی تلقین، صبر پر ملنے والے اجر کی یاددہانی، ان کے دکھ میں شریک ہونا اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا) ایک اہم شرعی عمل ہے جو مسلمانوں کے درمیان محبت، بھائی چارہ اور خیر خواہی کو فروغ دیتا ہے۔ یہ غمزدہ شخص کے دل کو سکون پہنچاتا ہے اور اسے اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی طرف مائل کرتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ عَزَّى أَخَاهُ الْمُؤْمِنَ فِي مُصِيبَتِهِ كَسَاهُ اللَّهُ حُلَّةً خَضْرَاءَ يُحْبَرُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُحْبَرُ؟ قَالَ: يُغْبَطُ۔

[أخرجه الخطيب في و تاريخ بغداد :(7/397)، وابن عساكر في تاريخ دمشق:(15/91/1)][1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی مصیبت میں اظہار ہمدردی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سبز لباس پہنائے گا جس کے ذریعے وہ مشہور ہو گا۔

---

(1) حدیث کی صحت کی وضاحت:

شیخ الألباني رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب "أَحْكَامُ الْجَنَائِزِ وَبِدَعُهَا" میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شواہد کی بنا پر حسن کے درجے تک پہنچتی ہے۔ اس حدیث کے بارے میں انہوں نے تفصیلی وضاحت اپنی کتاب "إرواء الغليل" حدیث نمبر 756 میں کی ہے۔

پوچھا گیا: یارسول اللہ! وہ کیسے مشہور ہو گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اس پر رشک کریں گے۔“

❖ تعزیت کے لئے ایسے الفاظ استعمال کریں جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ اگر وہ یاد نہ ہوں تو کوئی بھی ایسی بات کہی جا سکتی ہے جو تعزیت کے مقصد کے لیے مفید ہو، بشرطیکہ وہ خلافِ شریعت نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ الفاظ میں سے چند یہ ہیں:

1. **إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔** (صحیح بُخاری: 1284، صحیح مُسلم:923)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی کا ہے جو اُس نے لیا، اور اُسی کا ہے جو اُس نے دیا، اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس صبر کرو اور اجر کی امید رکھو۔

2. **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ۔**(صحیح مُسلم:920)

ترجمہ: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اور اس کے درجات ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند فرما، اور اس کے بعد رہ جانے والوں میں اس کا اچھا جانشین بن جا، اور اے رب العالمین! ہمیں اور اسے بخش دے، اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور اس میں روشنی عطا فرما۔

3. حضرت عبد اللہ ابن عباس رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ وَفَاةُ أَخِيهِ فَلْيَقُلْ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللَّهُمَّ اكْتُبْهُ فِي الْمُحْسِنِينَ وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِي عِلِّيِّينَ وَاخْلُفْ عَقِبَهُ فِي الْآخِرِينَ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ۔ [معجم الكبير59/12، حدیث نمبر:12469، اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے، سلسلة الصحيحة، حدیث نمبر:2852کے تحت]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک موت بہت بڑی مصیبت ہے جب تمہیں اپنے بھائی کے فوت ہو جانے کی خبر پہنچے تو کہو ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ **"بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"** ﴿وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ **"اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔"** ﴿لَمُنْقَلِبُونَ اللَّهُمَّ اكْتُبْهُ فِي الْمُحْسِنِينَ وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِي عِلِّيِّينَ وَاخْلُفْ عَقِبَهُ فِي الْآخِرِينَ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ﴾ **"اے اللہ اسے نیکوکاروں میں شامل کر دے، اس کا اعمال نامہ علیین میں بلند کر دے، اور اس کے بعد والوں کے لیے اس کا نعم البدل بنا دے۔ اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں فتنہ (آزمائش) میں مبتلا نہ کرنا۔"**

➢ تعزیت کا مسنون طریقہ

شریعت میں تعزیت کی جگہ اور طریقے کے بارے میں کوئی مخصوص پابندی بیان نہیں کی گئی، اس لیے تعزیت کسی بھی مناسب مقام پر کی جا سکتی ہے، خواہ وہ مسجد ہو، راستہ ہو، یا ملازمت کی جگہ۔

اسی طرح، تعزیت بذریعہ ٹیلیفون بھی ممکن ہے، یا کسی پیغام کے ذریعے تسلی دے کر بھی ادا

کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں، میت کے گھر جا کر تعزیت کرنا بھی جائز ہے، اور لوگوں کے عرف میں جس طریقے کو تعزیت سمجھا جاتا ہو، اس طریقے کو اختیار کرنا بھی درست ہے۔

تعزیت کا وقت میت کی وفات کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے، لیکن دفن سے پہلے یا دفن کے بعد جلد تعزیت کرنا مستحب سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، تعزیت کے لیے تین دن کی کوئی پابندی نہیں ہے، کیونکہ اس حوالے سے کسی حد بندی کی کوئی واضح دلیل شریعت میں موجود نہیں ہے۔

تعزیت کے حوالے سے غلط فہمیاں

تعزیت صرف تین دن کے لیے؟

یہ ایک عام غلط فہمی ہے کہ تعزیت صرف تین دن کے اندر کرنی چاہیے۔ حدیث میں جو بات تین دن کے ذکر کے ساتھ آئی ہے، وہ سوگ (اس کے بارے میں آگے ذکر آئے گا) کے حوالے سے ہے نہ کہ تعزیت کے بارے میں۔

تعزیت کے لیے شریعت نے کوئی مخصوص مدت مقرر نہیں کی۔ اگرچہ ابتدائی دنوں میں تعزیت کرنا بہتر اور افضل ہے کیونکہ اسی وقت معیت کے اہل خانہ کو غم زیادہ ہوتا ہے، لیکن یہ کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے۔

بعض لوگوں نے تعزیت کو تین دنوں تک محدود کیا، اور اس کی دلیل میں وہ حدیث پیش کی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ (صحیح بخاری: 1280)

ترجمہ: کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ **سوگ** کرے، سوائے اپنے شوہر کے، کہ اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اس پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرے۔

✍ اس حدیث کو تعزیت پر استدلال کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ یہ

حدیث سوگ سے متعلق ہے نہ کہ تعزیت سے۔ صحیح بات یہ ہے کہ تعزیت اس وقت تک مستحب ہے جب تک مصیبت کا اثر باقی رہے، چاہے وہ تین دنوں کے بعد ہو۔

❖ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تعزیت کو تین دنوں تک محدود کرنا درست نہیں، بلکہ جب بھی تعزیت کی ضرورت محسوس ہو، کی جاسکتی ہے۔

(أحکام الجنائز وبدعھا:166-165 P)

❖ حضور اکرم ﷺ سے تین روز کے بعد بھی تعزیت کرنا ثابت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضي اللہ عنہ روایت کرتے ہے کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا اسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَقَالَ فَإِنْ قُتِلَ زَيْدٌ أَوْ اسْتُشْهِدَ فَأَمِيرُكُمْ جَعْفَرٌ فَإِنْ قُتِلَ أَوْ اسْتُشْهِدَ فَأَمِيرُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ. فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَأَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرٌ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. وَأَتَى خَبَرُهُمْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ لَقُوا الْعَدُوَّ وَإِنَّ زَيْدًا أَخَذَ الرَّايَةَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ أَوْ اسْتُشْهِدَ ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ بَعْدَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ أَوْ اسْتُشْهِدَ ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ أَوْ اسْتُشْهِدَ

ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَأَمْهَلَ ثُمَّ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ، ادْعُوا لِي ابْنَيْ أَخِي قَالَ فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ ادْعُوا إِلَيَّ الْحَلَّاقَ فَجِيءَ بِالْحَلَّاقِ فَحَلَقَ رُءُوسَنَا، ثُمَّ قَالَ أَمَّا مُحَمَّدٌ فَشَبِيهُ عَمِّنَا أَبِي طَالِبٍ وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ فَشَبِيهُ خَلْقِي وَخُلُقِي، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَأَشَالَهَا فَقَالَ ''اللَّهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي أَهْلِهِ وَبَارِكْ لِعَبْدِ اللَّهِ فِي صَفْقَةِ يَمِينِهِ'' قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ لَهُ يُتْمَنَا وَجَعَلَتْ تُفْرِحُ لَهُ فَقَالَ الْعَيْلَةَ تَخَافِينَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

[مسند احمد: 1750، شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں اپنی کتاب ''أحکام الجنائز وبدعها'' کے صفحہ نمبر 166 پر لکھتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے]

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس کا امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، ان کی شہادت کی صورت میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو اور ان کی شہادت کی صورت میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، دشمن سے آمنا سامنا ہوا، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں پکڑ کر اس بے جگری سے جنگ کی کہ شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لے کر قتال شروع کیا لیکن وہ بھی شہید ہو گئے، پھر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لے کر جنگ شروع کی لیکن وہ بھی شہید ہو گئے، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور ان کے ہاتھ پر اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی۔

نبی ﷺ کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے، اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا تمہارے بھائیوں کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا، زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ کر قتال شروع کیا اور شہید ہو گئے، ان کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ کر جنگ شروع کی اور وہ بھی شہید ہو گئے، پھر عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھاما اور قتال شروع کیا لیکن وہ بھی شہید ہو گئے، اس کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ کر جنگ شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطاء فرمائی۔

پھر تین دن بعد نبی ﷺ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا (یعنی کوئی سوگ نہ کرے)، میرے دونوں بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ، ہمیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، ہم اس وقت چوزوں کی طرح تھے، نبی ﷺ نے نائی کو بلانے کے لئے حکم دیا، اس نے آکر ہمارے سر مونڈے، پھر فرمایا ان میں سے محمد تو ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے اور عبد اللہ صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہے، پھر نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور دعا فرمائی کہ:

”اے اللہ! جعفر کے اہل خانہ کو اس کا نعم البدل عطاء فرما اور عبد اللہ کے دائیں ہاتھ کے معاملے میں برکت عطاء فرما“، یہ دعا نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔

اتنی دیر میں ہماری والدہ بھی آگئیں اور ہماری یتیمی اور اپنے غم کا اظہار کرنے لگیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ان پر فقر و فاقہ کا اندیشہ ہے؟ میں دنیا و آخرت میں ان بچوں کا سرپرست ہوں۔

✍ اس حدیث میں رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا آل جعفر رضي اللہ عنہ کے پاس تین دن بعد جانا اور ان کے بچوں کے لیے دعا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی کی وفات کے تین دن بعد بھی تعزیت کرنا جائز ہے۔

یہ حدیث مختصراً سنن نسائی حدیث نمبر 5229 اور سنن ابو داؤد حدیث نمبر 4192 میں بھی آئی ہے۔ واللہ اعلم۔

مساجد اور اعلانات کے ذریعے
تعزیت کی مدت محدود کرنا

مساجد میں اعلان کرنا اور اخبارات میں اشتہارات دینا کہ تعزیت صرف تین دن ہو گی، شرعی اعتبار سے غلط ہے کیونکہ یہ شریعت کے کسی حکم کو اپنی طرف سے محدود کرنے کے مترادف ہے۔

اس طرح کے اعلانات لوگوں میں غیر ضروری پابندی پیدا کرتے ہیں، جو دین کے اصل اصولوں کے خلاف ہے۔

تعزیت کی کوئی مخصوص مدت نہیں، اور ایسے اعلانات لوگوں میں غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔

مخصوص دنوں میں تعزیت کا حکم

اسلام میں تعزیت کے لیے کسی خاص دن کی تعیین نہیں کی گئی، بلکہ جب بھی کسی کو فوتگی کی اطلاع ملے، وہ تعزیت کر سکتا ہے۔

لیکن لوگوں کا چوتھے دن، دسویں دن، پندرویں دن، چالیسویں دن، پہلی شب براءت، پہلی عید، دوسری عید، یا پہلے جمعہ کو میت کے گھر جمع ہونا، کھانے کا اہتمام کرنا، اور باقاعدہ قرآن خوانی جیسی رسومات بدعت کے زمرے میں آتی ہیں۔

❖ اس کی نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔

حضرت عائشہ رضي الله عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ۔

[صحیح بُخاری :2697،صحیح مسلم:1718]

ترجمہ: جس نے ہمارے اس امر (دین) میں از خود کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد (مردود) ہے۔

اسی طرح فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

(سنن ابو داود:4607)

ترجمہ: خبردار! دین میں نئی چیزوں کو اختیار کرنے سے بچو، کیونکہ ہر نیا کام (جو دین میں شامل کیا جائے) بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ (سنن نسائی:1579)

ترجمہ: اور بدترین کام وہ ہیں جنھیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔

تعزیت کے موقع پر لوگوں کو قرآن مجید پڑھنے کے لئے بلانا(قرآن خوانی)

میت کے گھر کھانے پینے اور قرآن خوانی کے لئے جمع ہونا بدعت ہے۔ میت کے گھر تعزیت کے لئے جانا مستحب امر ہے تاکہ انہیں صبر وسکون کا دلاسا دلائیں اور میت کے حق میں مغفرت کی دعا کرنے کے لئے تاکید کریں اور رونے پیٹنے اور نوحہ وماتم کرنے سے منع کریں کیونکہ یہ سارے امور بے اصل اور بے بنیاد ہیں اسلام میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔
قرآن پاک کی تلاوت ایک عظیم عبادت ہے، لیکن اسے کسی خاص موقع یا رسم کے ساتھ منسلک کر دینا، جیسے چوتھے دن قرآن خوانی کا اہتمام کرنا، بدعت (دین میں نیا اضافہ) کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت عائشہ رضي الله عنها سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ۔
[صحیح بُخاری :(2697)،صحیح مسلم (1718)]
ترجمہ: جس نے ہمارے اس امر (دین) میں ازخود کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد (مردود) ہے۔

✍ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ دین میں کسی نئی رسم یا عمل کو شامل کرنا، جو شریعت میں موجود نہ ہو، ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔

قرآن خوانی کے متعلق صحابہ کرام کا عمل:

صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے ادوار میں میت کے لیے قرآن خوانی کے باقاعدہ اجتماعات یا خاص دنوں میں اس کا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔

اگرچہ قرآن پاک کی تلاوت ہر وقت جائز اور مستحب ہے، لیکن اسے خاص مواقع کے ساتھ مشروط کرنا بدعت شمار کیا جائے گا۔

قرآن زندوں کے لئے ہے اس لئے زندہ لوگ اسے پڑھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔

کسی بڑی شخصیت کی وفات پر اس کے لئے چند سیکنڈ کے لیے خاموشی اختیار کرنا یا کھڑا ہونا

کسی بڑی شخصیت، لیڈر یا عام شخص کی وفات پر چند سیکنڈ کے لیے خاموشی اختیار کرنا یا اس کی عزت و تعظیم کے لیے کھڑا ہونا نہ صرف جائز نہیں بلکہ بدعت ہے۔

یہ عمل نہ تو رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام یا ائمہ کرام سے ایسی کوئی روایت ملتی ہے نیز یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی شان کے خلاف ہے۔

سوگ اور عدت کی وضاحت اور احکام

سوگ (Mourning) اور عدت (Waiting Period) یہ دونوں عورتوں سے متعلق ہیں، مردوں کے لئے سوگ نہیں ہے۔ جب کسی عورت کا کوئی رشتہ دار وفات پا جائے تو تین دن سوگ منانا جائز ہے اور شوہر کی وفات پر چار مہینے دس دن سوگ منانا واجب ہے۔

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا جَاءَ نَعْيُ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّأْمِ دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ ، فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا , وَقَالَتْ : إِنِّي كُنْتُ عَنْ هَذَا لَغَنِيَّةً لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ (صحیح بخاری:1280)

ترجمہ: جب شام سے ابو سفیان رضي اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی، تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ام المؤمنین) نے تیسرے دن صفرہ (خوشبو) منگوا کر اپنے دونوں رخساروں اور بازوؤں پر ملا اور فرمایا مجھے اس وقت اس خوشبو کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی، اگر میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ **"کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، سوائے اپنے شوہر کے، جس پر اسے چار ماہ دس دن سوگ کرنا لازم ہے۔"**

❖ سوگ ایک شرعی حکم ہے، جو مخصوص مدت اور حدود کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾ [البقرة : 234]

ترجمہ: ''اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، وہ بیویاں اپنے نکاح کے معاملے میں **چار مہینے اور دس دن** انتظار کریں، پھر جب وہ اپنی مدت پوری کر لیں، تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے معاملے کو مناسب اور شریعت کے مطابق سنوار لیں (یعنی نکاح کر لیں)۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔''

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾ [البقرة : 240]

''اور جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں، وہ اپنی بیویوں کے لیے **ایک سال کا خرچ اور رہائش وصیت کر جائیں**، انہیں گھر سے نہ نکالا جائے، لیکن اگر وہ خود نکل جائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں جو وہ شریعت کے مطابق اپنے لیے کریں (مثلاً نکاح)۔ اور اللہ زبردست، حکمت والا ہے۔''

حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَطَّيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ۔ (صحیح بُخاری:5341)

ترجمہ: ہمیں منع کیا جاتا تھا کہ کسی میت پر **تین دن سے زیادہ سوگ منائیں، سوائے شوہر کے، جس پر چار مہینے اور دس دن سوگ** منایا جاتا ہے۔ اور ہمیں منع کیا جاتا تھا کہ ہم **سرمہ لگائیں، خوشبو** استعمال کریں، **یا رنگے ہوئے کپڑے** پہنیں، سوائے **عصبی**[1] (سادہ اور کم آرائشی) کپڑے کے۔ اور ہمیں اجازت دی گئی تھی کہ جب ہم میں سے کوئی اپنی حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرے تو تھوڑی سی **کست اظفار**[2] (ایک خوشبو) استعمال کر سکتی ہے۔ اور ہمیں جنازے کے ساتھ جانے سے بھی منع کیا جاتا تھا۔

---

(1) لفظ ''عَصْبٍ'' سے مراد خاص قسم کا کپڑا ہے جو یمن میں بنایا جاتا تھا۔ یہ عام طور پر دھاری دار یا مخصوص رنگوں کے ساتھ تیار کیا جاتا تھا۔ اس کپڑے کو رنگنے کے بجائے قدرتی دھاگوں سے بنایا جاتا تھا، اور یہ سادہ اور کم آرائشی ہوتا تھا۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ سوگ کے دوران خواتین کو ایسے رنگین اور خوبصورت کپڑے پہننے سے منع کیا گیا تھا جو زینت شمار ہوتے ہیں، لیکن ''عَصْب'' جیسے سادہ اور کم آرائشی کپڑے پہننے کی اجازت دی گئی تھی۔

(2) ''كُسْتِ أَظْفَارٍ'' کے سیاق وسباق میں اس سے مراد خوشبو ہی ہے، نہ کہ بخور۔ یہ کست یا اظفار (ایک خوشبودار مادہ) کے بارے میں ہے جو عورت غسل کے بعد اپنی پاکیزگی کے لیے استعمال کر سکتی ہے، خاص طور پر حیض کے بعد۔ بخور (جیسے دھونی دینے والے مواد) کا ذکر یہاں نہیں ہے بلکہ خوشبو کے طور پر استعمال کی اجازت دی گئی ہے، اور وہ بھی محدود مقدار میں، تاکہ یہ زینت نہ سمجھی جائے بلکہ طہارت کا حصہ ہو۔

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ۔ (سنن ابو داود:2304)

ترجمہ: جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، وہ (عدت کے دوران میں) **عصفر**[1] (زعفرانی یا زرد رنگ) یا **مشق**[2] (چمکدار اور تیز رنگ) کے کپڑے نہ پہنے۔ نہ **زیور** استعمال کرے، نہ **مہندی** لگائے اور نہ سرمہ۔

- یہ تمام کام بناؤ سنگار کے ہیں، اس لئے عدت میں ان سے پرہیز ضروری ہے۔

عدت کے دوران بیوہ کے لیے شرعی ہدایات

مندرجہ بالا نصوص کی روشنی میں علماء نے بیوہ کے عدت کے دوران زندگی گزارنے کے اصول وضع کیے ہیں:

---

(1) **مُعَصْفَرَ** ''عَصْفَرَ'' سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے زعفران (Saffron/Deep Orange-Yellow) یا زرد رنگ (Yellow) سے رنگنا۔ یہ عام طور پر زردی مائل یا نارنجی رنگ کے کپڑوں کو کہا جاتا ہے۔ یہ کپڑے زینت اور خوشبو کے لیے پہنے جاتے ہیں، لیکن عدت کے دوران ایسے کپڑوں سے پرہیز کا حکم ہے۔

(2) **مُمَشَّقَة** کا مادہ ''مشق'' سے ہے، جس کا مطلب ہے رنگ دینا یا کسی چیز کو رنگین بنانا۔ **مُمَشَّقَة** ان کپڑوں کو کہا جاتا ہے جو گہرے، نمایاں، یا شوخ رنگوں سے رنگے گئے ہوں، جیسے سرخ، زعفرانی، یا دیگر تیز رنگ۔ یہ کپڑے عام طور پر زیادہ پرکشش اور جاذب نظر ہوتے ہیں جو زینت کے لیے پہنے جاتے ہیں۔ عدت کے دوران عورت کو ایسے کپڑوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

1. بیوہ کے لیے جسم یا کپڑوں پر خوشبو استعمال کرنا حرام ہے۔
2. بیوہ کو زیب وزینت، جیسے مہندی یا میک اپ، غیر ضروری سرمہ، خوشبودار تیل یا دیگر اشیاء جو اسے خوبصورت بنائیں، استعمال کرنا منع ہے۔
3. بیوہ کے لیے پرکشش لباس پہننا، مثلاً وہ کپڑے جو زعفران یا عصفر سے رنگے گئے ہوں، یا دیگر اقسام کے سرخ رنگ اور رنگین کپڑے جو زینت کے لیے استعمال ہوتے ہیں، حرام ہے۔
4. بیوہ کے لیے زیور پہننا حرام ہے مثلا کان کی بالی، پازیب، کنگن، ہار، انگوٹھی، چوڑیاں، وغیرہ استعمال نہیں کرے گی۔
5. بیوہ کو اپنے مرحوم شوہر کے گھر سے رات کے وقت باہر رہنا حرام ہے، سوائے کسی شرعی وجہ کے، مثلاً جان کا خطرہ یا مکان خالی کرانے کا حکم وغیرہ۔
6. اگر کسی ضرورت کے تحت بیوہ کو دن کے وقت باہر جانا ہو، جیسے طبی علاج کے لیے باہر جانے کی ضرورت ہو، عدالت میں قانونی کارروائی میں شرکت کرنی ہو، اسکول میں امتحانات دینے ہوں، یا خریداری کے لیے جانا ہو جب اس کے پاس کوئی اور نہ ہو جو یہ کام کر سکے، تو اسے یہ کام دن کے وقت انجام دینا چاہیے، بشرطیکہ وہ مغرب (غروبِ آفتاب) سے پہلے اپنے شوہر کے گھر واپس آجائے۔
7. عدت کے دوران نکاح یا نکاح کا معاہدہ کرنا حرام ہے، بلکہ عدت کے گزرنے کے بعد ہی دوسرے مرد سے شادی کر سکتی ہے۔

➢ سوگ میں جائز رویے، صبر اور دعاؤں کی اہمیت

خالی وقت میں قرآن کی تلاوت، ذکر واذکار، دعاو استغفار اور کتب احادیث و سیر کا مطالعہ بہتر ہے۔

بلاضرورت بات چیت، ہنسی مذاق، ٹیلی ویزن، ریڈیو، اخبار اور موبائل کا بلاضرورت استعمال کرنا یعنی وقت گزاری کے لئے منع ہے۔

وفات پر یا نزول بلا پر آنکھوں سے آنسو بہ جائے، بے اختیار رونا آجائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر قصدا پھوٹ پھوٹ کر دیر تک روتے رہنے، آہ وبکا کرتے رہنے، جزع فزع کرنے، زبان سے برے کلمے نکالنے اور نامناسب کام کرنا سوگ کے منافی ہے اور اس سے صبر کا اجر ضائع ہو جائے گا۔

میت کی بیوہ یا اس کے کسی رشتہ دار کو میت کے پاس جزع فزع کرنے کی ممانعت ہے، وہاں چیخنے چلانے کی بجائے میت کے حق میں دعائے خیر کرنا چاہئے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کے گھر والے چیخنے چلانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ ، اللَّهُمَّ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ۔ (سنن ابو داود:3118)

ترجمہ: اپنے لیے بددعائیں مت کرو، بلکہ اچھے بول بولو' کیونکہ جو تم کہتے ہو اس پر فرشتے

آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے (بطور دعا) فرمایا: ﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ، اللَّهُمَّ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ﴾

”اے اللہ! ابو سلمہ کی بخشش فرما' ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ اس کے درجات بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو ہی اس کا خلیفہ بن۔ اور اے رب العالمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس کی قبر کو فراخ اور روشن کر دے۔“

➢ بیوہ کے سوگ میں جسمانی صفائی اور ضروری کاموں کی اجازت

سفید یا سیاہ کپڑا ہی بیوہ کی علامت نہیں ہے کوئی بھی عام سادہ کپڑا جو خوبصورت نہ ہو پہن سکتی ہے اور ضرورت کی چیزیں انجام دینے مثلاً کھانا پکانا، پانی بھرنے، جھاڑو دینے، کپڑا صاف کرنے، بات چیت کرنے اور گھریلو امور انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح اپنی صفائی کے لیے ناخن تراشنے، بغلوں کے بال صاف کرنے، اور جو بال تراشنا مستحب ہے، انہیں منڈنے یا نہانے اور بال سنوارنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی ملازمت میں ہو اور چھٹی کی کوئی گنجائش نہ ہو تو بناؤ سنگار سے بچتے ہوئے ملازمت بھی کر سکتی ہے کیونکہ یہ ضرورت میں داخل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سوگ میں عورت پر غم کے آثار ظاہر ہوں اس وجہ سے زینت کی چیزیں استعمال کرنا منع ہے۔

میت کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار کرنا

اسلام نے میت کے اہل خانہ کو کھانا دینے کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ میت کے گھر والے صدمے اور غم کی حالت میں ہوتے ہیں، اور ان پر کھانے کا انتظام کرنا ایک اضافی بوجھ بن سکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اصْنَعُوا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ۔ (سنن ترمذی:998)

ترجمہ: جب (اُنکے والد) حضرت جعفر (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو**، اس لیے کہ آج ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جس میں وہ مشغول ہیں۔"

✍ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لیے کھانے کا انتظام کرنا سنت ہے۔ خاص کر رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ اہل میت کے لیے کھانا پکوا کر بھیج دیں۔ اور تعاون کی ضرورت ہو تو ان کا تعاون کرے۔

➢ غم کے وقت اہلِ میت کے لیے تلبینہ (Talbina) تیار کرنے کی سنت

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ غم و مصیبت

کے وقت اہلِ میت کو تسلی دینے اور ان کی حالت میں کمی لانے کے لیے خاص طور پر ""تلبینہ"" تیار کرنے کا حکم دیتے تھے۔

تلبینہ ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے جو دلیہ کی مانند ہوتا ہے اور عام طور پر جو (Barley) کے آٹے سے تیار کیا جاتا ہے۔ اسکو دودھ یا پانی کے ساتھ پکایا جاتا ہے اور اس میں شہد یا کھانے کی دیگر صحت بخش چیزیں ملائی جاتی ہیں۔ یہ غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے اور جسم کو طاقت فراہم کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ دل و دماغ کو سکون دینے میں بھی معاون ہے۔ تلبینہ کا اثر غم کی شدت کو کم کرنے اور دل کی حالت کو بہتر بنانے میں ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصُبَّتْ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ تُذْهِبُ بَعْضَ الْحُزْنِ۔

[صحیح بخاری: (5417)، صحیح مسلم:(2216)]

ترجمہ: ان کے خاندان میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو اس کے لیے خاندان کی عورتیں جمع ہوتیں، اور اس کے گھر والے اور خاص لوگ رہ جاتے باقی سب چلے جاتے تو وہ تلبینہ کی ایک ہنڈیا(دیگچی) پکانے کا حکم دیتی پھر ثرید بنا کر وہ تلبینہ اس پر انڈیل دیا جاتا، پھر عائشہ رضی اللہ تعالی فرماتیں: اس کو کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: **""تلبینہ مریض کے دل کو راحت دیتا ہے، اور کچھ غم کو ختم کر دیتا ہے۔""**

بلاشک وشبہ جو(Barley) کے کئی فوائد ہیں، جو آج کی جدید تحقیق سے ثابت ہوئے ہیں۔
ان میں سے کچھ اہم فوائد درج ذیل ہیں:

1. جو کولیسٹرول(Colestrol) کو کم کرتا ہے اور دل کی صحت کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔
2. یہ جلن(Heartburn)، شوگر(Diabetes) اور بلڈ پریشر(BP) کے مسائل کا علاج کرتا ہے۔
3. جو قولون(Colon / آنتوں) کو نرم کرتا ہے اور اس کے سرطان(Cancer) کے خطرے کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
4. یہ معدے کے لیے ہلکی غذا ہے اور ہاضمے کے مسائل جیسے قبض (Constipation) اور تیزابیت کو کم کرنے میں مددگار ہے۔
5. یہ وزن کو کم یا برقرار رکھنے کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔
6. اس میں کیلشیم(Calcium) اور دیگر غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں، جو ہڈیوں کو مضبوط بناتے ہیں۔
7. تلبینہ جسم کے مدافعتی نظام(Immune System) کو مضبوط بناتا ہے، جس سے مختلف بیماریوں کے خلاف مزاحمت بڑھتی ہے۔
8. تلبینہ ذہنی سکون فراہم کرتا ہے اور ڈپریشن(Depression) کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ دماغی صحت کے لیے بہترین سمجھا جاتا ہے۔

یہ تمام فوائد جو کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں، جو جدید تحقیق کے نتائج سے معلوم ہوئے ہیں۔

میت کے گھر والوں کو کھانے کا بوجھ ڈالنا غلط ہے

اسلام میں یہ سختی سے منع ہے کہ میت کے اہل خانہ پر مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنے کا دباؤ ڈالا جائے۔ یہ عمل ایک مصیبت زدہ گھر پر مزید بوجھ ڈالنے کے مترادف ہے اور غیر شرعی ہے۔

میت کے گھر والوں کا لوگوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنا نوحہ (ممنوع عمل، رسم جاہلیت) کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَرَى الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ۔

(سنن ابن ماجہ:1612)

ترجمہ: ہم لوگ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کو اور (جمع ہونے والوں کے لیے) کھانا تیار کرنے کو نوحہ (ممنوعہ عمل) سمجھتے تھے۔

✍ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ میت کے گھر والوں پر کھانے کا بوجھ ڈالنا یا اجتماع کرنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔

یتیم بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور ان کا اکرام کرنا مستحب ہے

بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا شفقت اور محبت کی علامت ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مسند احمد میں حدیث نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ خَالِدِ ابْنِ سَارَّةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: لَوْ رَأَيْتَنِي وَقُثَمَ وَعُبَيْدَ اللَّهِ ابْنَيْ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ نَلْعَبُ إِذْ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى دَابَّةٍ فَقَالَ ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ قَالَ فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ وَقَالَ لِقُثَمَ ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ وَكَانَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَحَبَّ إِلَى عَبَّاسٍ مِنْ قُثَمَ فَمَا اسْتَحَى مِنْ عَمِّهِ أَنْ حَمَلَ قُثَمًا وَتَرَكَهُ. قَالَ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا وَقَالَ كُلَّمَا مَسَحَ اللَّهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهِ، قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ مَا فَعَلَ قُثَمُ، قَالَ اسْتُشْهِدَ، قَالَ قُلْتُ اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ وَرَسُولُهُ بِالْخَيْرِ، قَالَ أَجَلْ۔ (مسند امام احمد:1760)

ترجمہ: رَوْح (بن عبادہ) نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ابن جریج نے ہمیں حدیث سنائی، انہوں نے کہا کہ جعفر بن خالد بن سارہ نے مجھے خبر دی کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی کہ عبد اللہ بن جعفر رضي اللہ عنہ نے فرمایا: کاش! تم نے اس وقت مجھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں قثم اور عبید اللہ کو دیکھا ہو تا جب کہ ہم بچے آپس

میں کھیل رہے تھے، کہ نبی ﷺ کا اپنی سواری پر وہاں سے گذر ہوا، نبی ﷺ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا کر مجھے پکڑاؤ اور اٹھا کر مجھے اپنے آگے بٹھالیا، پھر قثم کو پکڑانے کے لئے کہا اور انہیں اپنے پیچھے بٹھالیا، جبکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نظروں میں قثم سے زیادہ عبید اللہ محبوب تھا، لیکن نبی ﷺ کو اپنے چچا سے اس معاملے میں کوئی عار محسوس نہ ہوئی کہ آپ ﷺ نے قثم کو اٹھالیا اور عبید اللہ کو چھوڑ دیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ہر بار یہ دعا کی: ﴿اللَّهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهِ﴾ "اے اللہ! جعفر کی اولاد میں برکت عطا فرما اور ان کی اولاد میں اس کا جانشین بنا۔"

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ سے پوچھا کہ قثم کا کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ شہید ہوگئے، میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خیر کو بہتر طور پر جانتے ہیں، انہوں نے فرمایا بالکل ایسا ہی ہے۔

- ❖ حضرت جعفر طیار رضي اللہ عنہ[1] جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تھے۔ اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کے ذریعے یہ ظاہر کیا کہ شہداء کے خاندانوں اور بچوں کی دیکھ بھال امت کی ذمہ داری ہے۔ یتیموں اور شہداء کے بچوں کے ساتھ شفقت اور

---

(1) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اُن کی کنیت "ابو عبد اللہ" تھا، ان کے والد کا نام حضرت ابو طالب تھا، جو کہ حضرت محمد ﷺ کے چچا اور بنو ہاشم کے معروف شخصیت تھے۔ حضرت ابو طالب نے حضرت محمد ﷺ کی بھرپور حمایت کی اور ان کی حفاظت کی، لیکن وہ اپنی زندگی میں مسلمان نہ ہوئے۔ Cont<<<

محبت کا برتاؤ کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

❖ دعا میں والدین کی کمی کو پورا کرنے کے لیے اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔

Cont>>> جعفر بن ابو طالب کی والدہ کا نام "حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم" رضي الله عنها تھا، حضرت فاطمہ بنت اسد نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور وہ ابتدائی مسلمان خواتین میں سے تھی۔

حضرت جعفر کے بھائی کا نام حضرت علی بن ابو طالب رضي الله عنه تھا، جو بعد میں چوتھے خلیفہ بنے اور اسلامی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔

حضرت جعفر بن ابو طالب 8 ہجری میں جنگِ موتہ کے دوران شہید ہوئے۔ جعفر بن ابو طالب کو "جعفر طیار" کے لقب سے جانا جاتا ہے کیونکہ انہیں جنگِ موتہ میں شہادت کے وقت دونوں ہاتھوں کے کٹنے کے باوجود اپنی بہادری اور عزم کی وجہ سے یہ لقب دیا گیا۔ جب وہ جنگ میں شریک تھے، دشمنوں نے ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے، مگر جعفر نے اپنی شہادت تک پرچم کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور نہایت بہادری سے لڑتے رہے۔ جس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دونوں بازوؤں کے بدلے دو "پر" عطا فرمائے ہیں، ان کی مدد سے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہمراہ اڑتا ہے، اور وہ اُن دونوں پروں کے ذریعے جنت میں جہاں چاہے وہاں جا سکتا ہے، اور جہاں سے دل چاہے جنت میں نعمتیں کھاتا ہے۔

اسی وجہ سے ان کو "طیار" کہا جاتا ہے (یعنی جنت میں اڑنے والے)۔

اور ان کی بیوی کا نام "اسما بنت عمیس" رضي الله عنها تھا۔ اسما بنت عمیس نے بھی اسلام کی خدمت میں نمایاں کردار ادا کیا اور وہ ایک معروف خاتون تھی جنہوں نے حبشہ کی ہجرت میں بھی شرکت کی۔ حضرت جعفر طیار کی شہادت کے بعد، حضرت اسماء بنت عمیس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔ حضرت ابو بکر کی وفات کے بعد، حضرت اسماء نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

میت کے لئے ایصال ثواب کے جائز طریقے

لوگوں میں میت کے ایصال ثواب کے تعلق سے بہت سارے خرافات پائے جاتے ہیں۔ وفات کے بعد تیجا، فاتحہ، قرآن خوانی، نذر و نیاز، ساتواں، دسواں، تیسرہواں، چالیسواں، برسی اور عرس وغیرہ بدعتی کام کئے جاتے ہیں یہ سب میت کے نام سے، اس کی محبت و عقیدت میں اور اس کو فائدہ پہنچانے کے واسطے انجام دئے جاتے ہیں جبکہ دین محمدی میں ان کاموں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے دنیا میں آنے والے کو جو مہلت دی وہی اس کے لئے عمل کرنے کا محدود وقت تھا جس کی بنیاد پر قیامت میں اللہ تعالی فیصلہ کرے گا۔ جب انسان کی دنیاوی مہلت ختم ہوگئی، اس کی موت واقع ہوگئی اب نہ وہ کوئی کام کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے دنیا کے کسی بندے کا عمل اسے فائدہ پہنچائے گا۔

اللہ تعالی نے قرآن میں اور نبی کریم ﷺ نے اپنے فرامین میں اس بات کو کئی پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جتنا جس کے پاس عمل ہو گا اتنا ہی بدلہ پائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہے:

وَأَن لَّيۡسَ لِلۡإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ [النجم : 39]

ترجمہ: ”اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی محنت کا صلہ ملتا ہے۔“

✍ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں وہی کچھ ہے جو وہ

اپنی کوشش اور محنت سے حاصل کرے۔ کسی دوسرے کے اعمال یا نیکیوں پر انسان کا انحصار نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر شخص کو اپنی محنت کے مطابق بدلہ ملے گا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بعض کام ایسے ہیں دنیا میں جن کی انجام دہی سے خود بخود میت کو اس کی قبر میں ان کاموں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ ان کاموں کا ذکر صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل روایت میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔ (صحیح مسلم:1631)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے (جن کا اجر و ثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے): **صدقہ جاریہ**، ایسا **علم** جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا **نیک اولاد** جو اس کے لیے دعا کرے۔“

✍ اس حدیث میں تین کاموں کا ذکر ہے جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے وہ تین کام صدقہ جاریہ، نفع بخش علم اور صالح اولاد کی دعا ہیں۔

1. **صدقہ جاریہ** سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی حیات میں سماج کے فائدہ کے لئے کوئی

بھی ایسا کام کیا ہو جو اس کے مرنے کے بعد بھی قائم رہے مثلا لوگوں کی بھلائی کے لئے سڑک، کنواں، پل، ہسپتال، نل، مسافر خانہ، یتیم خانہ، تعلیم گاہ اور سجدہ گاہ بنایا ہو تو ان کاموں کا اجر قبر میں میت کو اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک ان کاموں سے لوگوں کا بھلا ہوتا رہے گا۔ وہ لوگ بھی اس اجر میں شامل ہوں گے جنہوں نے میت کو ان کاموں پر ابھارا ہو گا یا ان کاموں میں مدد کیا ہو گا۔

ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ اگر انسان دنیا میں ایسی کوئی بری چیز قائم کر کے جاتا ہے جس سے سماج میں برائی پھیلتی ہے، فتنہ وفساد اور فسق وفجور کا سبب ہے تو میت کے عذاب میں اضافہ ہو گا۔ مثلا؛ کوئی فلم ہال، جوا گھر، نائٹ کلب، بیر بار، ڈانس بار وغیرہ بنا کے مر جائے۔ اللہ کی پناہ ایسی موت سے۔

2. **نفع بخش علم** سے مراد انسان کا زندگی میں لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دینا، دینی کتابیں لکھنا، لکھوانا اور ان کی نشر واشاعت کرنا، تقریر وتحریر کے ذریعہ لوگوں کی علمی رہنمائی کرنا، حصول علم کے لئے کسی قسم کی راہ ہموار کرنا مثلا معلم کی تنخواہ دینا، مدرسہ کی تعمیر وترقی میں حصہ لینا، کتابوں کی اشاعت اور طلبہ کے اخراجات برداشت کرنا وغیرہ۔ ان کاموں کا اجر ان سب کو بھی ملے گا جنہوں میت کو ان کاموں کی طرف رہنمائی کی ہو یا ان کاموں پر کسی طرح کا تعاون کیا ہو۔

ساتھ ہی یہاں یہ بات بھی معلوم رہے کہ اگر کوئی شخص زندگی میں لوگوں کو ایسی تعلیم دیتا ہے جس سے گمراہی پھیلتی ہے، ایسی کتاب یا مضمون لکھتا ہے جس سے علم نہیں جہالت کو شہ ملتی ہے یا ایسی تقریر اور خطبہ دیتا ہے جس سے امت میں اختلاف وانتشار، فرقہ پرستی، کتاب

وسنت سے دوری اور اعمال صالحہ سے تنفر دپیدا ہوتا ہے تووفات کے بعد ایسے میت کے عذاب میں اضافہ کیاجائے گا۔ دنیامیں ایسے علماء سوء کی آج کل بڑی تعداد ہے۔ اللہ کی پناہ ایسی موت سے۔

3. **صالح اولاد کی دعا** سے مراد میت اپنے پیچھے نیک اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ) چھوڑے اور یہ میت کے لئے دعائے خیر کرے تومیت کو اس کا ثواب ملتاہے۔

جس طرح والدین کی تربیت یافتہ اولاد کے نیک اعمال کافیض والدین کو پہنچتاہے اسی طرح استاد / رہنمااپنی علمی رہنمائی کی وجہ سے رہنمائی پانے والوں کی نیکی سے اجرپاتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم رہے کہ اگر ہم نے اولاد کی تربیت نہیں کی جس کی وجہ سے وہ غلط راستے پر چل پڑے تو ہمیں اس کانقصان اٹھاناپڑے گا۔

اس لئے ہم میں سے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی میں یہ تینوں نیک کام کرکے جائے یا ان کاموں پر جس طرح کاممکنہ تعاون کرسکتاہے اس طرح کاتعاون کرکے جائے تاکہ ان کا اجرقبرمیں بھی ملتارہے اور ایساکوئی کام کرکے نہ مرے جس سے عذاب میں دوگنااضافہ ہوتاہے بلکہ برے کاموں پر ذرہ برابر بھی تعاون نہ کرے، اللہ تعالی نے ہمیں شرکے کاموں پر تعاون کرنے سے منع کیاہے۔

ممکن ہے ہم میں سے کسی سے ایسی خطاسرزدہوگئی ہو جس کی بدولت قبرمیں عذاب بڑھ سکتا ہے تومرنے سے پہلے توبہ کرلے، کسی نے کمائی کے واسطے مزاربنالیاتھااسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیاوہ اللہ سے توبہ کرے اور اس مزار کوڈھادے تاکہ شرک وکفرکادروازہ بند

ہو جائے پھر کوئی وہاں غیر اللہ سے فریاد نہ کرے، نہ کوئی قبروں کو سجدہ کرے۔
کسی نے اپنی تقریر و تحریر کے ذریعہ امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی وہ اس سے رجوع کرلے، کسی نے ناچ گانے، شراب وکباب اور فسق وفجور کے کاموں پر برے لوگوں کا تعاون کیا تھا وہ سچے دل سے توبہ کرلے اللہ تعالی بڑا ہی بخشنے والا ہے۔

- یہ حدیث مسلمانوں کے لیے سبق ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ان اعمال کو جاری رکھیں جو ان کے لیے آخرت میں بھی باعثِ اجر بنیں۔

قبرستان جانے کے آداب

قبرستان جانا اسلام میں ایک مستحب عمل ہے کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتا ہے اور آخرت کی تیاری کا سبب بنتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔ (صحیح مسلم: 976)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی، آپ روئے اور اپنے ارد گرد والوں کو بھی رلایا، پھر فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ میں ان کے لیے بخشش طلب کروں تو مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اجازت مانگی کہ میں ان کی قبر کی زیارت کروں تو اس نے مجھے اجازت دے دی، پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمھیں موت کی یاد دلاتی ہیں۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ ، فَزُورُوهَا؛ فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا ، وَتُذَكِّرُ

الْآخِرَةَ۔ (سنن ابن ماجہ:1571)

ترجمہ: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

➢ سلام کرنا

قبرستان پہنچنے پر سلام کرنا مسنون ہے۔

حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ۔

(سنن نسائی:2042)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب قبرستان جاتے تو فرماتے: ﴿السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ﴾

”اے اس قبرستان کے مسلمان اور مومن باسیو! تم پر سلامتی ہو۔ یقیناً ہم بھی، اللہ نے چاہا تو، تم سے ملنے والے ہیں۔ تم ہم سے پہلے آ گئے ہو۔ ہم تمھارے پیچھے آ رہے ہیں۔ میں اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے خیریت و سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔“

➢ قبر کے قریب ادب سے رہنا

قبرستان میں بلند آواز سے بات کرنا، ہنسنا یا کسی قسم کا غیر مناسب رویہ اختیار کرنا منع ہے۔
نبی کریم ﷺ نے قبروں کی حرمت کا خیال رکھنے کی تاکید کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا۔

(سنن ابن ماجہ: 1616)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے، جیسے اس کی زندگی میں توڑنا۔“

➢ بدعات سے اجتناب

قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، شمع جلانا، یا ان سے مدد طلب کرنا بدعت اور غیر شرعی عمل ہے۔

➢ قبر پر بیٹھنے یا چلنے سے گریز

قبر کے اوپر بیٹھنا یا اس پر چلنا منع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ

فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ۔

(صحيح مسلم: 971)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی انگارے پر (اس طرح) بیٹھ جائے کہ وہ اس کے کپڑوں کو جلا کر اس کی جلد تک پہنچ جائے، اس کے حق میں اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔''

➢ عورتوں کے لیے قبرستان جانا

عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرعی حدود کی پابندی کریں اور گریہ وزاری نہ کریں۔

حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔

(سنن ترمذی:1054)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا[1] ۔ **اب محمد کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ تو تم بھی ان کی زیارت کرو، یہ چیز آخرت کو یاد دلاتی ہے**''۔

---

(1) پہلے نبی کریم ﷺ نے شرک کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو قبروں کی زیارت سے منع فرمادیا تھا، جب ایمان خوب دلوں میں جم گیا اور شرک کا خوف نہ رہا، تو آپ نے اس کی اجازت دے دی تاکہ قبروں کی زیارت موت کی یاد دہانی اور آخرت کے لیے تیاری کا ذریعہ بنے۔

✍ یہ حکم عام ہے، عورت اور مرد دونوں کے لئے، نیز صحیح یہ ہے کہ عورتیں بھی قبروں کی زیارت کرسکتی ہیں، اس لئے کہ قبروں کی زیارت سے ان کو موت اور آخرت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کے فوائد حاصل ہوں گے، البتہ زیارت میں مبالغہ کرنے والی عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے، اس لئے عورتوں کو محدود انداز سے زیارت قبور کی اجازت ہے، موجودہ زمانہ میں قبروں اور مشاہد کے ساتھ مسلمانوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے جو سلوک کررکھاہے، اس میں قبروں کی زیارت کا اصل مقصد اور فائدہ ہی اوجھل ہو گیا ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو زیارت قبور کے شرعی آداب کو سیکھنا اور اس کا لحاظ رکھنا چاہئے، اور صحیح طور پر مسنون طریقے سے قبروں کی زیارت کرنی چاہئے۔

قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے کے بارے میں حکم

قبرستان میں جوتے پہننے سے منع کیا گیا ہے تاکہ احترام کا پہلو قائم رہے۔ اگر زمین پر کانٹے یا کیچڑ ہو تو استثناء کیا جا سکتا ہے، لیکن عمومی حالات میں جوتے اتارنا بہتر ہے۔
قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
بَيْنَمَا أَنَا أُمَاشِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا، ثَلَاثًا، ثُمَّ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: لَقَدْ أَدْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا، وَحَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظْرَةٌ، فَإِذَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فَقَالَ: يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ، وَيْحَكَ، أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَلَعَهُمَا، فَرَمَى بِهِمَا۔ (سنن ابی داؤد: 3230)

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: بیشک یہ لوگ بہت بڑی خیر سے پہلے ہی گزر گئے (اسلام لانے سے محروم رہے) آپ نے یہ بات تین بار فرمائی، پھر آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: بلاشبہ ان لوگوں نے بہت بڑی خیر پالی (اسلام سے بہرہ ور ہوئے)۔ **پھر رسول اللہ ﷺ کی نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک آدمی جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلا آ رہا ہے۔**

آپ ﷺ نے فرمایا: "اے جوتوں والے! افسوس ہے تم پر، **اپنے جوتے اتار دو۔**" اس آدمی نے دیکھا، جب پہچانا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں **تو اس نے اپنے جوتے اتار کر پھینک دیے۔**

✍ اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قبرستان میں جوتے پہننے سے منع کیا گیا ہے تاکہ احترام کا پہلو قائم رہے۔

قبروں پر اگربتیاں جلانا، چراغاں کرنا، پھول مالا اور چادر چڑھانا بدعت ہے

کچھ لوگ قبروں پر چراغاں کرنے، اگربتیاں جلانا، اور اس پر پھول مالا، چادر چڑھانے کو باعث اجر اور میت کے لیے نیک عمل اور اجر کا سبب سمجھتے ہیں۔ جبکہ قبروں پر پھول مالا وغیرہ چڑھانا سنت سے ثابت نہیں ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔ اس میں مال کا ضیاع اور قبروں کی غیر ضروری تعظیم کی طرف لے جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قبروں کی زیارت کریں اور وہاں دعا کریں، لیکن ان پر چراغاں یا پھول چڑھانے جیسے غیر شرعی اعمال سے بچیں۔
اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور صحابہ کرام کی عمل سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:
لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (سنن نسائی:2045)
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے والی عورتوں اور قبروں پر **عبادت گاہیں بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت** کی ہے۔

✍ مذکورہ روایت تو سنداً ضعیف ہے، البتہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں [زَائِراتِ الْقُبُورِ] کی بجائے [زَوَّارَات الْقبُورِ] کے الفاظ ہیں، حسن درجے کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ۔ (سنن ابن ماجہ:1576)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی **بکثرت زیارت** کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

✍ حدیث میں [زَوَّارات] کا لفظ ہے جو مبالغے کا صیغہ ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو کثرت سے قبرستان جاتی ہیں۔ عورتوں کا خصوصی ذکر اس لیے کہ ان میں صبر اور حوصلے کی کمی ہوتی ہے۔ جزع فزع زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا کبھی کبھار ہی جائیں۔ علاوہ ازیں عورتوں کے لیے بھی زیارت قبور ویسے ہی مستحب ہے جیسے مردوں کے لیے۔ جس کا جواز ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے:

حضرت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ

ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا۔ (صحیح مسلم:977)

ترجمہ: **میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو اب تم ان کی زیارت کیا کرو،** اور میں نے تمھیں تین دن سے اوپر قربانیوں کے گوشت رکھنے سے منع کیا تھا اب تم جب تک چاہو رکھ سکتے ہو، اور میں نے تمہیں نبیذ[1] (چمڑے کے) برتنوں میں بنانے اور پینے سے منع کیا تھا، اب تم ہر قسم کے برتنوں میں بنا اور پی سکتے ہو، لیکن کوئی نشہ آور چیز نہ پیو۔

اسی طرح

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا:

أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي، وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي۔ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ

---

(1) نبیذ ایک ایسی پینے والی چیز کو کہا جاتا ہے جو پانی میں کسی پھل یا کھجور کو ڈبو کر تیار کی جاتی ہے، اور اس میں کھٹی یا مٹھاس کی خصوصیت ہوتی ہے۔ نبیذ کو شراب یا الکحل (Alcohol) کی اصطلاح سے مختلف سمجھا جاتا ہے، لیکن اگر اس میں زیادہ وقت تک تخمیر ہو جائے تو وہ نشہ آور بھی بن سکتی ہے۔ جس سے اسلام میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔

نبیذ میں عموماً کھجور یا انجیر وغیرہ کو پانی میں ڈال کر رکھا جاتا ہے تا کہ وہ پھل پانی میں تحلیل ہو کر ایک ہلکی سی کھٹاس پیدا کرے۔

أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا، وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا، وَخَرَجَ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي، وَاخْتَمَرْتُ، وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي، وَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَأَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ، فَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ، فَأَسْرَعْتُ، فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ، فَدَخَلَ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً؟، قَالَتْ: لَا، قَالَ: لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، قَالَ: فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِي، ثُمَّ قَالَ: أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟، قُلْتُ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللهُ، قَالَ: فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ، وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ، وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ، فَنَادَانِي فَأَخْفَى مِنْكِ، فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ، وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْبَقِيعَ، فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ۔

(سنن نسائی:2039، صحیح مسلم:974)

ترجمہ: کیا میں تم کو اپنے اور نبی ﷺ کے بارے میں ایک واقعہ بیان نہ کروں؟

ہم نے کہا: ہاں ضرور۔

انھوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میری رات کی باری تھی جس میں آپ ﷺ میرے ہاں تھے۔

آپ (عشاء کی نماز پڑھ کر) لوٹے تو اپنے جوتے اپنے پاؤں کے پاس اتار کر رکھ لیے اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ نے یہ خیال کیا کہ میں سو گئی ہوں (آپ اٹھے) آہستگی سے جوتے پہنے، چپکے سے چادر پکڑی، پھر ہولے سے دروازہ کھولا اور بغیر آواز کیے نکل گئے۔ میں نے فوراً قمیص پہنی، اوڑھنی اوڑھی، تہبند باندھا اور آپ کے پیچھے چل پڑی حتی کہ آپ بقیع (قبرستان) میں پہنچ گئے اور تین دفعہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر لمبی دعائیں کیں، پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑی۔ آپ تیز ہوئے تو میں بھی تیز ہو گئی۔ آپ بھاگنے لگے تو میں بھی بھاگنے لگی۔ آپ نے دوڑ لگا دی تو میں نے بھی دوڑ لگا دی لیکن میں آپ سے (آگے تھی، لہذا) پہلے پہنچ گئی اور گھر میں داخل ہو گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ تشریف لے آئے اور آپ نے پوچھا:

"عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ تیرا سانس چڑھا ہوا ہے۔ پیٹ پھولا ہوا ہے؟"

میں نے کہا: جی! کچھ بھی نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ مجھے باریک بین اور خبردار ذات بتا دے گی۔"

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر میں نے پوری بات بتا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرا ہی وہ وجود تھا جو میں نے آگے آگے دیکھا تھا؟"

میں نے کہا: جی ہاں۔

آپ ﷺ نے میرے سینے میں اس زور سے مکا مارا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی، پھر فرمایا: "کیا تو سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟"

میں نے (دل میں) کہا: لوگوں سے جتنا بھی چھپایا جائے، اللہ تعالیٰ تو اسے جانتا ہی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نے مجھے اٹھتے دیکھا تھا تو جبریل میرے پاس آئے تھے لیکن وہ اندر داخل نہیں ہوئے کیونکہ تو کپڑے اتار چکی تھی۔ انھوں نے مجھے (ہلکے سے) بلایا کہ تجھے پتا نہیں چلنے دیا۔ میں نے بھی (ہولے سے) جواب دیا کہ تجھے پتا نہیں چل سکا۔ میرا خیال تھا کہ تو سو چکی ہے، اس لیے میں نے تجھے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ تو ڈرنے لگے گی۔ تو جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ میں بقیع جاؤں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔“

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (مجھے قبرستان جانے کا موقع ملے تو) میں کیسے دعا کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہہ: ﴿السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ﴾

”اس قبرستان کے مومنین اور مسلمانوں پر سلامتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے آنے والوں اور پیچھے رہنے والوں سب پر رحم فرمائے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تمھیں ملنے والے ہیں۔“

- جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ قبرستان جا کر مدفونین کے لیے کس طرح دعا کی جائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ تم ”قبرستان جاؤ ہی نہیں“، بلکہ دعا سکھائی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عورتوں کے لیے قبرستان جانا ایک حساس موضوع ہو سکتا ہے،

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عائشہ کو یہ دعا سکھا کر اس بات کی وضاحت دی کہ عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرعی آداب کی پابندی کریں اور اس میں کوئی غیر شرعی عمل نہ ہو۔

یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کے لیے قبرستان جانا منع نہیں ہے، بلکہ جب وہ اس عمل کو اسلامی آداب کے مطابق کریں، تو یہ جائز ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے ہمیں ہر معاملے میں اعتدال کی رہنمائی دی ہے، اور اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دین میں سختی کے بجائے آسانی اور اعتدال کی ہدایت دی گئی ہے۔

➢ حدیث کے آخری جملے [وَالسُّرَاجَ] یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے، کی تضعیف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں بلکہ عمومی دلائل سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

مثلاً:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللَّهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ، ثُمَّ يَقُولُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ

وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ نَذِيرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ أَوْ عَلَيَّ وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ۔ (سنن نسائی:1579)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنا خطبہ یوں شروع فرماتے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی شان گرامی کے لائق ہے، پھر فرماتے: جسے اللہ تعالیٰ راہ راست پر لے آئے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے، اسے کوئی راہ راست پر لانے والا نہیں۔ بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ (پھر فرماتے) ﴿وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ﴾

”اور بدترین کام وہ ہیں جنھیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔“

پھر آپ فرماتے: ”مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں (انگشت شہادت اور ساتھ والی) کی طرح (ملا کر) بھیجا گیا ہے۔ آپ جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو جاتے، آواز بلند ہو جاتی اور غصے کے آثار چہرے پر نمایاں ہو جاتے۔ یوں لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں (یعنی اس کے حملے کی خبر دے رہے ہیں) کہ تم پر صبح حملہ کر دے گا یا شام کو۔

(پھر فرماتے): ”جو شخص مال چھوڑ جائے، وہ تو اس کے رشتے داروں کو ملے گا اور جو آدمی قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے (جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے) چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوں گے اور ان کے اخراجات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی میرے ذمے ہو گی کیونکہ مومنین

سے میرا تعلق اور رشتہ تمام رشتوں سے قوی اور مضبوط ہے۔‘‘

✍ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ: ’’**وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ**‘‘ قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت کی دلیل ہیں۔

نیز قبر پر چراغ جلانا یا تو قبر کی تعظیم کے لیے ہو گا تو ایسی تعظیم منع ہے بلکہ یہ تو قبر پر چڑھاوے کی طرح ہے، یا بے فائدہ ہو گا۔ قبروں پر روشنی کی ضرورت نہیں، ان کے اندر روشنی کی ضرورت ہے اور وہ اعمال صالحہ کے ساتھ ہے۔ اگر آنے جانے والوں کے لیے روشنی کرنا مقصود ہو تو قبر کے بجائے کسی اور چیز پر روشنی کا انتظام کیا جائے تاکہ تعظیم کا وہم نہ ہو۔

قبر پر کھجور کی شاخ رکھنے کا واقعہ:
نبی کریم ﷺ کا خاص عمل اور اس کی وضاحت

کھجور کی شاخ رکھنے والی حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ ، فَقَالَ : إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، لِمَ فَعَلْتَ هَذَا ؟ قَالَ : لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔ (صحیح بخاری: 218، صحیح مسلم: 292)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: یہ دونوں (میتیں) عذاب دی جا رہی ہیں، اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی، اسے دو ٹکڑے کیا اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا لگا دیا۔

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں تخفیف ہو۔“

❖ یہ عمل خاص طور پر آپ ﷺ کے ساتھ متعلق تھا، یعنی یہ ایک خاص حالت یا موقع پر ہوا تھا۔ اور یہ وحی کی رہنمائی کے تحت کیا گیا۔ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ عمل عام لوگوں کے لیے ایک سنت یا مستحب ہے۔ اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا کیونکہ آپ کو وحی کے ذریعے علم ہوا کہ ان قبروں میں عذاب ہو رہا ہے، اور یہ بھی کہ کھجور کی شاخ رکھنے سے ان کے عذاب میں کمی ہو سکتی ہے۔

اسی لیے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ قبروں پر دعا اور مغفرت طلب کریں، نہ کہ ایسے اعمال کو سنت سمجھ کر اختیار کریں جن کی کوئی عمومی تعلیم نہ دی گئی ہو۔

اسلامی تعلیمات میں، رسول اللہ ﷺ کی جو عملی زندگی ہے، اسے سنت کہا جاتا ہے، اور مسلمان اسے اپنی زندگی کے لیے نمونہ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔ تاہم، ہر عمل جو رسول اللہ ﷺ نے کیا، وہ ضروری نہیں کہ ہر مسلمان پر فرض یا واجب ہو۔ بعض اعمال آپ ﷺ نے اپنے خاص حالات میں کیے، جو کہ دوسرے لوگوں کے لیے عمومی طور پر نہیں ہیں۔

کھجور کی شاخ کو قبر پر رکھنے کا عمل بھی ایک خاص موقع پر آپ ﷺ نے کیا تھا، اور اس سے یہ نہیں لیا جا سکتا کہ یہ ایک عمومی سنت ہے جسے ہر مسلمان اپنے طور پر اختیار کرے۔

اسلامی تعلیمات میں قبروں پر جانے کے حوالے سے کچھ مخصوص ہدایات ہیں، جیسے کہ مرحومین کے لیے دعاء کرنا اور ان کے لیے مغفرت طلب کرنا۔

قبروں کو عبادت گاہ بنانے کی ممانعت:
قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ ، وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا ، قَالَتْ : وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَبْرَزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔ (صحیح بُخاری:1330)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ پر **اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”اگر یہ بات نہ ہوتی (یعنی قبروں کو مسجد بنانے کا خطرہ نہ ہوتا) تو آپ کی قبر کو ظاہر رکھا جاتا، لیکن مجھے خدشہ تھا کہ اسے عبادت گاہ بنالیا جائے گا (اس لیے اللہ کی مشیت سے وہ حجرہ مبارکہ میں بنائی گئی)۔“

- قبروں پر عبادت گاہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں نماز وغیرہ پڑھے جس میں قبر کی طرف نماز پڑھے جانے کا بھی امکان ہو۔ قبر پر مکان بنا ہو تو اس کا حکم بھی قبر جیسا ہے، یعنی اس کی طرف بھی نماز پڑھنا منع ہے۔

قبر کے قریب مسجد بنانا بھی کراہت سے خالی نہیں۔ نبی ﷺ کی بیماری کے وقت کے اس فرمان سے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی شدت کا پتہ چلتا ہے لیکن افسوس در

افسوس مسلمانوں نے نبی ﷺ کے اس فرمان کی بھی قدر نہیں کی اور لوگوں کی قبروں پہ عبادت گاہ تعمیر کر لئے۔

اور

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا۔ (صحیح مسلم:972)

ترجمہ: **قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔**

✍ یہ حدیث قبروں کی بے حرمتی سے بچنے اور ان کی طرف عبادت کی نیت سے رخ کرنے سے منع کرتی ہے۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ قبر کو عبادت کی جگہ نہ بنایا جائے اور اس کی تعظیم میں کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جو شرک کی طرف لے جا سکتا ہو۔

قبرستان کو عبادت گاہ بنانا

➢ **قبروں کو مسجد بنانا یا وہاں عبادت کرنا منع ہے۔**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ : لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ ، وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا۔ (صحیح بخاری: 1330)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں، جس میں آپ کا انتقال ہوا، فرمایا:

”اللہ کی لعنت ہو یہود اور نصاریٰ پر، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔“

ایک اور حدیث میں آیا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ ، أَوْ يُبْنَى عَلَيْهَا ، أَوْ يَجْلِسَ عَلَيْهَا أَحَدٌ۔ (سنن نسائی:2030)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے **قبروں کو پختہ** کرنے یا ان پر **عمارت بنانے** یا **ان پر بیٹھنے** سے منع فرمایا ہے۔

اسلام میں قبروں کی تعظیم کا مقصد صرف دعاء اور ذکر ہے، نہ کہ انہیں عبادت گاہ بنانے کی کوشش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا لَعَنَ اللَّهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔

(مسند احمد:7352)

ترجمہ: اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنائیے گا (جس کی لوگ پوجا / عبادت شروع کر دیں) **ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔**

✍ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی تعظیم کے حوالے سے سخت ہدایات دیے تاکہ لوگ ان کو عبادت گاہ نہ بنائیں۔

نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اس عمل سے سختی سے منع فرمایا تاکہ توحید پر قائم رہیں اور شرک سے بچیں۔

نیز یہاں رسول ﷺ اپنی قبر کو عبادت گاہ بنانے سے منع فرما رہے ہیں، تو باقی جو بھی لوگوں کی قبریں ہیں، چاہے وہ کسی ولی کی ہی کیوں نہ ہوں، بالاولیٰ منع ہیں۔

حضرت ابو ہیّاج اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ

تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ۔ (صحیح مسلم:969)

ترجمہ: کیا میں تجھے وہی حکم نہ دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا تھا؟ کہ کوئی مجسمہ باقی نہ چھوڑنا مگر اسے مٹادو اور **کوئی بلند قبر نہ چھوڑنا مگر اسے (زمین کے) برابر کردو۔**

❖ قبروں پر قبے اور مزار وغیرہ تعمیر کرنا بالا ولیٰ اس حدیث میں شامل ہوتے ہے جس میں قبر کو اونچی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم جہاں قبر ہو، دو صورتوں پر مشتمل ہے

1. اگر قبر پہلے سے موجود ہو اور اس پر مسجد بنائی گئی ہو، تو اس مسجد کو چھوڑ دینا ضروری ہے اور اس میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ جس نے ایسی مسجد بنائی ہو، اسے چاہیے کہ اسے گرا دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلم حکام کو اسے گرا دینا چاہیے۔
2. اگر مسجد پہلے سے موجود ہو اور اس کے بعد وہاں کسی کو دفن کیا گیا ہو، تو ایسی صورت میں قبر کو کھود کر مردے کی باقیات نکال کر قبرستان میں دفن کرنا واجب ہے۔ یہ کسی بھی صورت جائز نہیں کہ قبریں مساجد میں رہنے دی جائیں، چاہے وہ کسی ولی کی قبر ہو یا کسی اور کی۔

جہاں تک ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کا تعلق ہے، تو اس صورت میں نماز جائز ہے جب تک کہ قبر نمازی کے سامنے نہ ہو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اور یہ بھی ایک ایسا ذریعہ ہے جو قبر کے رہنے والے کو اللہ کے ساتھ شریک کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

لہٰذا، ہمیں قبروں کو مساجد سے دور رکھنا چاہیے اور مساجد کے اندر قبریں نہیں بنانی چاہییں، نبی اکرم ﷺ کے اقوال یا اعمال کے خلاف کسی دوسرے شخص کے اقوال یا افعال کو پیش کرنا یا ماننا جائز نہیں ہے۔ اور ہمیں ان کے احکام کے خلاف جانے سے بچنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ [الحشر : 7]

ترجمہ: سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر موجود موجودہ عمارت کے حوالے سے ایک اہم تاریخی اور فقہی پہلو

یہ عمارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے یا صحابہ کرام اور تابعین کے ادوار میں تعمیر نہیں کی گئی تھی۔

اس حوالے سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کا طریقہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ یہ حجرہ ایک سادہ اور چھوٹا کمرہ تھا، جیسا کہ اس وقت کے گھروں کا عام معیار تھا۔ اس میں کسی قسم کی کوئی خاص تزئین و آرائش یا بڑی تعمیرات نہیں کی گئیں۔

2. صحابہ و تابعین کا عمل

صحابہ کرام اور تابعین کا عمومی عمل یہ رہا کہ قبروں کو سادہ رکھا جائے اور ان پر تعمیرات نہ کی جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبروں کو اونچا کرنے اور ان پر عمارتیں بنانے سے منع فرمایا ہے۔

3. قبر مبارک پر عمارت کا تاریخی پس منظر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر موجود عمارت وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ادوار

میں تعمیر کی گئی۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا جب مدینہ کی آبادی میں اضافہ ہوا اور مسجد نبوی کی توسیع کی ضرورت پیش آئی۔

پہلی باقاعدہ تعمیر کا آغاز اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک بن مروان کے دور (86-96 ہجری / 705-715 عیسوی) میں ہوا، جب مسجد نبوی کی توسیع کے دوران حجرہ مبارکہ کو مسجد کی حدود میں شامل کیا گیا۔

ولید بن عبد الملک کے زمانے میں، انہوں نے 88 ہجری میں مدینہ کے گورنر اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کو خط لکھا، جس میں انہیں حکم دیا کہ مسجدِ نبوی کو منہدم کریں اور اس میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجرے شامل کریں۔ عمر بن عبد العزیز نے مدینہ کے معزز افراد اور فقہاء کو جمع کیا اور انہیں خلیفہ ولید کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس سے وہ غمگین ہو گئے اور کہنے لگے: **"اسے اسی طرح رہنے دو، یہی بہتر ہے۔"**

روایت میں آیا ہے کہ بعض علما نے اس اقدام کی مذمت کی، جن میں سعید بن المسیب [1] رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شامل تھے، جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کو مسجد میں شامل کرنے پر اعتراض کیا، انہیں اندیشہ تھا کہ قبر کو عبادت گاہ بنا لیا جائے گا۔ لیکن ولید کا خیال تھا کہ مسجد کو وسیع کرنے کی خاطر ایسا کرنا کوئی غلط بات نہیں۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے اس معاملے میں ولید کو خط لکھا، لیکن ولید نے انہیں حکم

---

(1) سَعِید بن المِسَیّب رحمت اللہ علیہ ایک ممتاز اسلامی عالم اور تابعین کے اہم ترین شخصیات میں سے تھے۔ وہ 15 ہجری (637 عیسوی) میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور 94 ہجری (713 عیسوی) تک زندہ رہے، جس کے باعث وہ ابتدائی اسلامی دور کے عظیم ترین علما میں شمار ہوتے ہیں۔

Cont<<<

دیا کہ وہ اس کے احکامات پر عمل کریں۔ چنانچہ عمر کے پاس کوئی دوسرا اختیار نہ رہا۔
بعد میں عباسی اور عثمانی ادوار میں بھی اس عمارت کی تجدید اور تزئین کی گئی۔

4. فقہی نقطہ نظر

علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت اس بات پر زور دیتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر موجود موجودہ عمارت ایک خاص تاریخی اور سیاسی پس منظر کی حامل ہے اور اسے عام قبروں پر عمارتیں بنانے کی دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ:

Cont>>>سعید بن المسیب اپنے زمانے کے سب سے محترم علما میں سے تھے اور انہیں اکثر سبعہ فقہاء مدینہ (مدینہ کے سات فقہا: سعید بن المسیب، عمر بن عبد العزیز، سالم بن عبد اللہ، عبیدہ بن صامت، ابو حازم، محمد بن مسلم الزہری، ابو بکر بن عبد الرحمان بن الحارث) میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ خاص طور پر فقہ (اسلامی قانون) اور حدیث کے بارے میں اپنی گہری سمجھ بوجھ کے لیے مشہور تھے۔
انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے چند اہم صحابہ سے تعلیم حاصل کی، جن میں عبیدہ بن صامت رضي الله عنه اور ابو ہریرہ رضي الله عنه (جو حدیث کے سب سے زیادہ راویوں میں سے ہیں) شامل ہیں۔ سعید بن المسیب اسلامی قانون کے بارے میں اپنے محتاط اور سخت رویے کے لیے معروف تھے، اور ہمیشہ قرآن و سنت (نبی ﷺ کی تعلیمات) کی پختہ پیروی پر زور دیتے تھے۔ ان کے شاگردوں کا حلقہ وسیع تھا، جن میں سے بہت سے علما اسلامی علوم میں اہم شخصیات بنے، جن میں امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالی بھی شامل ہیں، جو مالکی فقہ کے بانی تھے اور سعید بن المسیب سے بہت کچھ سیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ سعید بن المسیب نے 300 سے زائد شاگردوں کو تعلیم دی، جس کی وجہ سے ان کا اثر اسلامی علم پر گہرا اور دیرپا تھا۔ انہوں نے متعدد حدیثیں روایت کیں، جن میں سے بعض حدیثیں صحیح بخاری اور دیگر اہم مجموعوں میں شامل کی گئیں۔ سعید بن المسیب 94 ہجری (713 عیسوی) میں انتقال کر گئے، اور انہوں نے اسلامی علم کی خدمت میں ایک طویل اور اثر انگیز زندگی گزاری۔ اور ان کی تعلیمات آنے والی نسلوں کے علما پر اثر انداز ہوتی رہی ہیں۔

یہ عمارت عوام کی محبت اور عقیدت کے اظہار کے لیے حکمرانوں نے بنوائی تھی، نہ کہ شریعت کے حکم پر۔

شریعت میں قبروں پر عمارتیں بنانا ممنوع ہے، کیونکہ یہ غیر ضروری تعمیرات اور فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے، نیز اس سے قبر پرستی کا خدشہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ قبروں کو سادہ رکھیں اور ان پر غیر ضروری تعمیرات سے گریز کریں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے۔

هٰذَا، وَاللهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ، وَعِلْمُهُ أَكْمَلُ وَأَتَمُّ، وَرَدُّ العِلْمِ إِلَيْهِ أَسْلَمُ،
وَالشُّكْرُ وَالدُّعَاءُ لِمَنْ نَبَّهَ وَأَرْشَدَ وَقَوَّمَ،
وَصَلَّى اللهُ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

یہ کتاب اسلامی تعلیمات کے مطابق

میت کی تجہیز و تکفین کے تمام مراحل کو واضح کرتی ہے اور ان کو سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق انجام دینے کی مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس میں اسلامی احکام و آداب کو ترتیب وار بیان کیا گیا ہے، جن پر عمل کر کے ایک مسلمان نہ صرف شریعت کی پیروی کرتا ہے بلکہ میت کے حق میں بھی بہترین عمل کرتا ہے۔